﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 18

جمعۃ المبارک 04 رفروری 2011ء

30رصفر 1432 ہجری قمری ۞ 04 تبلیغ 1390 ہجری شمسی

شمارہ 05

آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

(نسائی عشرۃ النساء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں ان کی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔لیکن جب ان کا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشاء تھا۔اور جو شخص اس کا مصداق ہویا جس کے حق میں ہو اس کو علم دیا جاتا ہے۔

دنیا میں بھی امتحان اور آزمائش کا سلسلہ موجود ہے۔جب دنیاوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو۔

’’میرے مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے میرے مخالفوں کو ضرور ہے کہ وہ اس قضیہ کو صاف کرلیں جو مسیح کو پیش آیا اور جس کا فیصلہ انہوں نے میرے حق میں کیا ہے۔بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں ان کی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔لیکن جب ان کا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشاء تھا۔اور جو شخص اس کا مصداق ہو یا جس کے حق میں ہو اس کو علم دیا جاتا ہے جیسے فقیہ اور فریسی برابر ایلیا کے دوبارہ آنے کا قصہ پڑھتے رہتے تھے اور وہ نہایت شوق کے ساتھ اس کا انتظار کرتے رہے لیکن اس کی حقیقت اور اصلیت کا علم اُن کو اس وقت عطا نہ ہوا جب تک کہ خود آنے والا مسیحؑ جس کے آنے کا وہ نشان تھا، نہ آگیا۔پس یہ علم مسیح کو ملا اور اس نے آکر فیصلہ کیا کہ ایلیا کی آمد سے یہ مراد ہے۔

اسی طرح پر حضرت یعقوب علیہ السّلام حضرت یوسف علیہ السّلام کے فراق میں چالیس سال تک روتے رہے آخر جاکر آپ کو خبر ملی تو کہا اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ(یوسف:95) ورنہ اس سے پہلے آپ کا یہ حال ہوا کہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ(یوسف:85) تک نوبت پہنچی۔اسی کے متعلق کیا اچھا کہا ہے ؎

کسے پرسید زاں گم کردہ فرزند   کہ اے روشن گہر پیر خرد مند

ز مصرش بوئے پیراہن شمیدی   چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی؟

یہ بیہودہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ جاری ہوا ہے یہی قانون چلا آیا ہے۔قبل از وقت ابتلاء ضرور آتے ہیں تاکچّوں اور پکّوں میں امتیاز ہو اور مومنوں اور منافقوں میں بیّن فرق نمودار ہو۔اسی لئے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَایُفْتَنُوْنَ(العنکبوت:3) یہ لوگ گمان کربیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر نجات پا جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کا کوئی امتحان نہ ہو۔یہ کبھی نہیں ہوتا۔دنیا میں بھی امتحان اور آزمائش کا سلسلہ موجود ہے۔جب دنیاوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو۔بغیر امتحان اور آزمائش کے حقیقت نہیں کھلتی۔۔آزمائش کے لفظ سے یہ بھی دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو جو عَالِمُ الْغَیْبِ اور یَعْلَمُ السِّرَّوَالْخَفِیَّ ہے، امتحان یا آزمائش کی ضرورت ہے اور بدوں امتحان یا آزمائش کے اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ایسا خیال کرنا نہ صرف غلطی بلکہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کا انکار ہے۔امتحان یا آزمائش کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقت ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق واخلاص و وفا رکھتا ہے اور ایسا دوسرے لوگوں کو اس کی خوبیوں پر اطلاع ملے۔پس یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے کہ اس کو علم نہیں۔اس کو تو ذرّہ ذرّہ کا علم ہے۔لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لئے اس پر ابتلا آویں اور وہ امتحان کی چکّی میں پیسا جاوے۔کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند   زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے۔بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔یہودی قوم کے لئے یہ ابتلا جو مسیح کی آمد تھا بہت ہی بڑا تھا۔اور جب کبھی خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے ضرور ہے کہ وہ ابتلاؤں کو لے کر آوے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی توریت میں مثیلِ موسیٰ والی موجود ہے لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے پورا نام لے کر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دے دیا کہ وہ عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوگا اور اسماعیلی سلسلہ سے ہوگا۔’تیرے بھائیوں‘ کا لفظ کیوں کہہ دیا؟اصل بات یہ ہے کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان، ایمان نہ رہتا۔

دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھ کر بتادے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے۔لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھ کر کہہ دے کہ مَیں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے تو کیا لوگ اس پر ہنسیں گے نہیں؟ یہی حال خداتعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے۔جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کرلیتے اور ایمان لے آتے ہیں وہ اوّل المومنین ٹھہرتے ہیں۔ان کے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں۔لیکن جب ان کا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور ان کی ترقی کا دریا بہہ نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں۔جب خداتعالیٰ کا ہمیشہ سے ایک قانون سلسلہ نبوت کے متعلق چلا آتا ہے اور اس کے اپنے ماموروں کے ساتھ یہی سنت ہے تو مَیں اس سے الگ کیونکر ہوسکتا ہوں۔پس اگر ان لوگوں کے دل میں بخل اور ضد نہیں تو میری بات سنیں اور میرے پیچھے ہولیں۔پھر دیکھیں کہ کیا خداتعالیٰ ان کو تاریکی میں چھوڑتا ہے یا نور کی طرف لے جاتا ہے؟ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو صبر اور صدقِ دل سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جاوے گا۔بلکہ وہ اسی زندگی سے حصہ لے گا جس کو کبھی فنا نہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 375تا 377۔جدید ایڈیشن)

21/اپریل 2008ء کو غانا میں اکرا مشن ہاؤس میں منعقدہ تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ

21/اپریل 2008ء کو جماعت احمدیہ غانا نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں حضور کے دورۂ غانا کے اختتام پر اکرا مشن ہاؤس کے لان میں ایک الوداعی تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں نائب صدر مملکت الحاج Aliou Mahama کے علاوہ بہت سی دیگر سیاسی و سماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ نائب صدر مملکت نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک ایڈریس بھی پیش کیا۔ جس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے تشہد تعوذ اور تسمیہ کے بعد انگریزی میں مختصر خطاب فرمایا۔ ذیل میں اس خطاب کا اُردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

"مَیں نائب صدر مملکت غانا کا بہت شکر گزار ہوں۔ ان کا ہمیشہ جماعت کے ساتھ محبت کا تعلق رہا ہے۔ اور ان کا یہ تعلق کوئی نیا نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے قریباً پانچ سال قبل جب وہ برطانیہ تشریف لائے تو میری ملاقات کے بہت خواہش مند تھے اور وہ جماعت کے مشن ہاؤس بیت الفضل تشریف لائے۔ اگرچہ یہ اس مسلم کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو عقیدۃً بہت سخت سمجھے جاتے ہیں اور کسی احمدی کی اقتدا میں نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے لیکن آپ اتنے کریم اور کھلے دل و دماغ کے مالک ہیں کہ آپ نے ایک نماز ہماری مسجد میں میری اقتدا میں ادا کی۔

ہمارے آپ کے ساتھ تعلقات بہت پرانے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح اُنہوں نے ماضی میں ہمارے ساتھ تعلق رکھا ہے مستقبل میں بھی ہمیشہ اسی طرح محبت کا تعلق رکھیں گے اور ہم ہمیشہ آپ کی محبت اور الفت سے حصہ پائیں گے اور جماعت احمدیہ غانا بھی آپ کے اس وائس پریذیڈنٹ کے عہدے سے بہت خوش ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اس سے بھی بلند درجات اور عہدوں پر فائز کرے اور آپ کی تمام تمناؤں کو پورا فرمائے۔

مَیں تمام معزز مہمانان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو تکلیف گوارا کر کے آج رات یہاں تشریف لائے ہیں ان کا یہاں آنا احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ محبت اور فراخ دلی کی عکاسی کرتا ہے۔ قریباً یہ سب لوگ عیسائی کمیونٹی یا مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں پھر بھی یہ بہت کھلے دل کے مالک ہیں۔ یہ ہمیشہ جماعت کی دعوت کو قبول کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم سب نے جلسہ میں دیکھا ہے وہاں بھی ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ یہ بات غانین لوگوں کے کھلے دل کے مالک ہونے کی عکاسی کرتی ہے جس کی میں ہمیشہ تعریف کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ پھر میں His Excellency اور تمام معزز مہمانان کا جو یہاں تشریف لائے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

امداد طلباء

پسماندہ ممالک میں بہت سے والدین مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ ایسے مستحقین کے لئے جماعت میں "امداد طلباء" کے نام سے فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس فنڈ میں سے مستحق طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں طلباء اس فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جو مخیّر احباب اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ احمدیہ مسلم جماعت (AMJ) کے نام اپنے چیکس/رقوم براہ راست یا اپنی جماعت کی معرفت وکالت مال لندن کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خوشبو

میرے محبوب سے آتی ہے خدا کی خوشبو
اُس کے ہونٹوں پہ سدا حمد و ثنا کی خوشبو
اس کے ہر قول میں شاہِ دوسرا کا لہجہ
اس کے ہر فعل میں ہے صدق و صفا کی خوشبو
بولتا ہے یہ کوئی اور زباں سے اُس کی
اس سے مخصوص ہے اک طرزِ ادا کی خوشبو
جلوۂ یارِ نہاں سامنے آ جاتا ہے
پھیل جاتی ہے فضاؤں میں دعا کی خوشبو
وہ ہے اک پیکرِ انوارِ سماوی جس کے
نقشِ پا عام لُٹاتے ہیں ہُدیٰ کی خوشبو
ایک نشہ ہے جو بے خود کئے رکھتا ہے مجھے
جب سے دیکھی ہے ان آنکھوں میں حیا کی خوشبو
دیں کے آنگن میں کھلا ہے گلِ رعنا کوئی
صاف کہتی ہے یہ سب ارض و سما کی خوشبو
آسماں رنگ ہوا کارواں سارا اس کا
راہرو بانٹتے ہیں راہنما کی خوشبو
اپنی تائید سے نصرت کی چلائی ہے ہوا
ہر طرف دنیا میں پھیلائی وفا کی خوشبو
سرخ رُو ہوتا ہے مولا کی نظر میں بے شک
جو لگا لیتا ہے خوں رنگ حنا کی خوشبو
مَیں نے یوں ڈوب کے تحریریں پڑھی ہیں اس کی
مجھ میں رچ بس گئی اس ماہ لقا کی خوشبو

(امۃ الباری ناصر۔ کراچی)

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7/جنوری 2011ء کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرمادیا ہے۔

تمام امراء کرام/مبلغین انچارج/صدران جماعت سے درخواست ہے کہ

(1) نئے سال کے وعدہ جات کے حصول کا کام شروع کر دیں اور اسموار فہرست ساتھ کے ساتھ بھجواتے رہیں۔ کوشش کریں کہ وعدہ جات کے حصول کا کام جلد مکمل ہو جائے۔

(2) کوشش کریں کہ کوئی بھی فرد جماعت اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے سے محروم نہ رہے۔

(3) نومبائعین کو خاص طور پر اس مقدس تحریک میں شامل کیا جائے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔..... تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔" (کشتی نوح)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاھر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر130

ایم ٹی اے 3 العربیۃ

(4)

تم بھی مشغول، ہم بھی ہیں مشغول

گزشتہ قسط میں ہم نے ایم ٹی اے3 العربیۃ کی نائل سات سے بندش کی کارروائی کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کی متفقہ کوششوں کا تفصیل سے ذکر کیا تھا۔صرف یہی ایک بات جماعت کے مخالفین کی روئیے کو کھول کر ہمارے سامنے لے آتی ہے۔جماعت کی تاریخ میں ایسا واقعہ بار بار ہوا ہے کہ جب جب فتنہ صلیب نے شدت پکڑی ہے، عامۃ المسلمین اور ان کے مشائخ ومولوی حضرات اس کا جواب دینے سے عاجز دکھائی دیئے ہیں اور ہر دفعہ اس حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے صرف اور صرف جماعت احمدیہ مردِ میدان ثابت ہوئی ہے۔لیکن دوسری طرف ہر دفعہ جب پسپائی کے مارے مسلمانوں کے کانوں میں اسلام کی فتح کے نقارے کی آواز پڑنے لگی تو اس فتح کا حصہ بننے اور اس جماعت میں شامل ہونے کی بجائے یہ لوگ اس کی مخالفت پر اتر آئے، بلکہ اس میں اس قدر بڑھ گئے کہ اسلام کے اسی دشمن کے ساتھ مل کر جماعت کے خلاف کارروائیاں کرنے لگے۔

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ہوا۔جب اسلام کے اس بطل جلیل اور موعود کاسر صلیب نے عیسائی منادوں کے دانت کھٹے کئے تو مسلمان علماء جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آ جانا چاہئے تھا عیسائیوں کے ساتھ مل کر آپ پر کبھی جھوٹے مقدمے کرنے لگے اور کبھی قتل کے الزام لگانے لگے اور کبھی ان عیسائیوں کے ساتھ مل کر حضور علیہ السلام کے خلاف عدالتوں میں شہادتیں دینے لگے۔

عصر حاضر میں یہی واقعہ پھر دہرایا گیا۔غرض آج تک جماعت احمدیہ بھی اپنے موقف پر قائم ہے اور اپنا فرض نبھاتی آ رہی ہے اور نام نہاد مولوی بھی اپنی اسی قدیم روش پر قائم ہیں۔

مخالف احمدیت مولویوں کی روش۔

جھوٹا پراپیگنڈا اور جھوٹ پر اصرار

ایم ٹی اے3 العربیہ کو بند کروانے کی قانونی کوششوں کے ساتھ ساتھ یا ان کے ایک حصہ کے طور پر عرب دنیا کے چند ایک مشہور مولوی حضرات نے (جن میں سے بعض کے اپنے ٹی وی چینلز بھی ہیں) جماعت کے عقائد کے بارہ میں نہایت نفرت انگیز پروگرام نشر کئے۔ان میں شیخ جمال المراکبی، شیخ محمد حسان، شیخ محمد الزغبی، شیخ ابو اسحاق الحوینی اور ڈاکٹر حمدی عبید وغیرہ قابل ذکر ہیں۔باوجود اس کے کہ اب اس دور میں جماعت کا تمام لٹریچر انٹرنیٹ پر موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب دستیاب ہیں پھر بھی ان نام نہاد ''حق پرست علماء'' نے جماعت کے مخالفین کی لکھی ہوئی کتب سے ہی اعتراضات، اتہامات اور گالیاں نقل کیں اور خود ان امور کے بارہ میں توثیق وتحقیق کرنے کی ادنیٰ کوشش بھی نہ کی، بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سنی سنائی باتوں کو دہرا کر علی الاعلان کفر کے فتوے جاری کرنے لگ گئے، اور بھول گئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہوا ہے کہ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔ (صحیح مسلم) یعنی کسی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے۔

ان میں سے ایک شیخ حسان ہیں (جنہوں نے بار بار اس بات کی رٹ لگائی کہ میں احمدیوں کا عقیدہ ان کی اپنی کتب سے بیان کر رہا ہوں) انہوں نے ہندو پاک میں شائع ہونے والی سبّ وشتم اور بدزبانی وبدکلامی سے بھری ہوئی تحریرات عوام الناس کے سامنے پڑھ کر سنائیں جن میں اللہ تعالیٰ کے بارہ میں جماعت کی طرف منسوب کئے جانے والے بعض باطل عقائد کو خوب ابھارا اور دُہرا دُہرا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔لیکن نقل راعقل باید۔اس شخص نے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ سب باتیں احمدیوں کی کتب میں مذکور ہیں اور اگر میں آج کچھ ایسا پیش کروں جو ان کی کتب میں نہ ہو تو انہوں نے شور قیامت برپا کر دینا ہے۔لہٰذا میں بتاتا ہوں کہ یہ تمام باتیں مرزا غلام احمد کی کتاب ''البشریٰ'' جلد2 صفحہ 79 پر درج ہیں۔

(http://www.youtube.com/watch?v=tKFhcS1R00A)

آج سے بیس سال قبل اگر کوئی ایسی حرکت کرتا تو شاید یہ بہانہ بنایا جا سکتا تھا کہ جماعت کی تمام کتب ہر جگہ میسر نہیں ہیں اس لئے کتاب کا نام لکھنے میں غلطی ہو گئی۔لیکن آج کے دور میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب انٹرنیٹ پر میسر ہیں اور ہر انسان اپنے گھر میں بیٹھ کر ان کا مطالعہ کر سکتا ہے، کیا ایسی حالت میں ان مولوی صاحب کا اخلاقی، دینی اور صحافتی فرض نہ تھا کہ وہ کسی کی لکھی ہوئی تحریر کی بنا پر بدزبانی کی انتہا کرنے سے قبل یہ تو دیکھ لیتے کہ کیا مرزا صاحب نے اس نام کی کوئی کتاب لکھی بھی ہے یا نہیں۔لیکن ان کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ اس فرضی کتاب کو حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے اس کی جلد اور صفحہ بھی بتائے جا رہے ہیں۔پھر بار بار رٹ بھی لگائے جا رہے ہیں کہ یہ احمدیت کے وہ عقائد ہیں جو ان کی کتب سے بیان کئے جا رہے ہیں۔اس پر ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ: تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعۃ:83) یعنی تم اپنا رزق جھٹلا کر اور جھوٹ بول کر ہی کما رہے ہو۔

تحفہ گولڑویہ

ایک اور مولوی ڈاکٹر حمدی عبید صاحب ہیں جو جماعت کے خلاف ایک ویب سائٹ کی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔انہیں زعم ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی کتب اور عقائد کے بارہ میں سب سے زیادہ علم ہے۔انہوں نے بھی مختلف چینلز پر بہت سے پروگرام پیش کئے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب بھی لے آئے اور ان کو اٹھا اٹھا کے دکھایا اور کہا کہ یہ سب کتب جھوٹ کا پلندہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (نعوذ باللہ)۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو کس طرح سمجھا۔انہوں نے ایک پروگرام میں تحفہ گولڑویہ میں موجود خدا تعالیٰ کے ایک الہامی نام ''یلاش'' کا مذاق اڑایا۔اس کے ساتھ انہوں نے شیخی کے طور پر یہ بھی کہہ دیا کہ ''گولڑویہ'' اردو میں ایک حلوے کو کہتے ہیں جو گنے (کے رس) سے بنایا جاتا ہے۔

http://www.youtube.com/watvh?v=

(Q8Zk7M3TcRM&feature=related

اسی طرح انہوں نے شاید عرب ناظرین کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ انہیں اچھی خاصی اردو آتی ہے حتی کہ اس کے بعض مشکل سے مشکل الفاظ کے معانی بھی ازبر ہیں جیسا کہ ''گولڑویہ'' کا لفظ ہے، اس لئے وہ جو کچھ بھی ان کتب سے پیش کریں گے وہ سیاق وسباق سے کٹا نہیں ہوگا اور اس کا وہی معنی ہوگا جو وہ پیش کریں گے، لیکن ان کی مذکورہ تشریح سے اُردو زبان کا ایک پرائمری کا طالبعلم بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس کتاب کے نام میں ان کے بیان کردہ معنے کا کہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔

(ہاں اگر مولوی صاحب سے حلوے کی خواب دیکھتے ہوئے یہ جملہ سرزد ہو گیا ہو تو انہیں معذور سمجھا جا سکتا ہے۔)

کاش یہ مولوی صاحب تحفہ گولڑویہ کے اس ٹائٹل پیج کی جسے بار بار ٹی وی پر دکھا رہے تھے پہلی دو تین سطور ہی پڑھ لیتے تو انہیں سمجھ آ جاتی کہ گولڑویہ کا کیا مطلب ہے۔ان سطور میں حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہم خیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحۃً للہ شائع کیا گیا ہے۔'' یعنی گولڑہ ایک جگہ کا نام ہے اور گولڑوی کیلئے یہ کتاب لکھنے کی مناسبت سے اس کا نام تحفہ گولڑویہ رکھا گیا تھا۔

''یلاش'' پر اعتراض کا جواب

تحفہ گولڑویہ کے حوالے سے ان مولوی صاحب نے ایک اعتراض کو ایک سے زیادہ بار ٹی وی چینل پر بہوا دی اور نہایت درجہ کی بدزبانی کرنے کے بعد یہاں تک کہہ دیا کہ اگر احمدیوں کے نزدیک یہ نام فی الحقیقت اللہ کے اسمائے حسنہ میں سے ہے تو انہیں چاہئے کہ اپنے چینل پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بجائے لَا اِلٰہَ اِلَّا یَلَاش لکھ لیں۔آج کل بھی یہ سوال کثرت سے گردش کر رہا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ذیل میں جواب لکھ دیا جائے۔

پہلے حصہ کا جواب

اس اعتراض کے دو حصے ہیں۔ایک یہ کہ کیا اصولی طور پر خدا تعالیٰ کا کوئی نیا نام کسی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو سکتا ہے یا نہیں۔اس کا جواب خود آنحضور ﷺ نے عطا فرمایا ہوا ہے۔آپؐ نے غم وحزن کے وقت کی ایک دعا ہمیں سکھائی ہے جو یہ ہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَلْهَمْتَ عِبَادَكَ، أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ۔

(مشكاة المصابيح، كتاب أسماء الله، باب الدعوات في الأوقات)

ترجمہ: اے اللہ میں تیرا غلام ہوں، اور تیرے غلام اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں، میں ہر آن تیرے قبضہ اور تصرف میں ہوں، میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں، تیرا حکم میرے حق میں جاری ہے، میرے بارہ میں جو تیرا فیصلہ ہے وہ عین عدل وانصاف ہے۔میں تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کے عرض کرتا ہوں جسے تو نے اپنی ذات کے لئے اختیار کیا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے، یا اسے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا اپنے بندوں میں سے کسی کو الہاماً بتایا ہے یا اسے اپنے پاس پردۂ غیب میں رکھا ہوا ہے، (ان تمام ناموں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں) کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار اور میری آنکھوں کا نور اور میرے فکروغم وحزن کو دور کرنے والا بنا دے۔

''جسے تو نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا اپنے بندوں میں سے کسی کو الہاماً بتایا'' کے الفاظ اس زُعم کے ردّ کے لئے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی نیا نام کسی کو الہاماً نہیں بتاتا اور خدا تعالیٰ کے معروف ناموں کے علاوہ اور کوئی نام نہیں ہو سکتا۔

دوسرے حصہ کا جواب

اب اس اعتراض کے دوسرے حصہ کو لیتے ہیں جو اس نام کی تضحیک اور مذاق اڑانے سے متعلق ہے۔اس کے جواب سے قبل صرف اتنا عرض ہے کہ جہاں بھی دشمن اعتراض کرتا ہے وہاں دراصل کوئی علمی خزانہ چھپا ہوا ہوتا ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ تحفہ گولڑویہ کی اس عبارت کا سیاق کیا ہے اور یہاں کونسا خزانہ مخفی ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ نہیں کہہ سکتے کہ بغیر باپ پیدا ہونا ایک ایسا امر فوق العادت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خصوصیت رکھتا ہے۔اگر یہ امر فوق العادت ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہی مخصوص ہوتا تو خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اس کی نظیر جو اس سے بڑھ کر تھی کیوں پیش کرتا اور کیوں فرماتا اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ۔ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران:60)۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی مثال کہ خدا نے اس کو مٹی سے جو تمام انسانوں کی ماں ہے پیدا کیا۔اور اس کو کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔یعنی جیتا جاگتا ہو گیا۔اب ظاہر ہے کہ کسی

امر کی نظیر پیدا ہونے سے وہ امر بے نظیر نہیں کہلا سکتا۔ اور جس شخص کے کسی عارضۂ ذاتی کی کوئی نظیر مل جائے تو پھر وہ شخص نہیں کہہ سکتا کہ یہ صفت مجھ سے مخصوص ہے۔ اس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **یَلَاشْ** خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک مَیں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنے میرے پر یہ کھولے گئے کہ یَا لَا شَرِیْکَ۔ اس نام کے الہام سے یہ غرض ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں ہے جو وہ صفت یا اسم یا فعل کسی دوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سرّ ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی اُمت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے جوہر سے مناسبت تامہ رکھتے ہیں تا کسی خصوصیت کے دھوکا میں جہلاء اُمت کے کسی نبی کو لاشریک نہ ٹھیرائیں۔ یہ سخت کفر ہے جو کسی نبی کو یلاش کا نام دیا جائے۔ کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزار ہا اور لوگ شریک نہ ہوں .... اے علقمندو ذرا سوچو کہ اگر مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام انیس سو برس سے دوسرے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور باوجودیکہ فوت شدہ روحوں کو جا ملے اور حضرت یحییٰ کے زانو بزانو ہم نشین ہو گئے پھر بھی اسی جہان میں ہیں اور کسی آخری زمانہ میں جو گویا اس امت کی ہلاکت کے بعد آئے گا آسمان پر سے اُتریں گے تو شرک سے بچنے کے لئے ایسی فوقت العادت صفت کی کوئی نظیر تو پیش کرو یعنے کسی ایسے انسان کا نام لو جو قریباً دو ہزار برس سے آسمان پر چڑھا بیٹھا ہے اور نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا اور نہ کوئی اور جسمانی خاصہ ظاہر کرتا اور پھر مجسم ہے اور رُوحوں کے ساتھ بھی ایسا ملا ہوا ہے کہ گویا اُن رُوحوں میں ایک رُوح ہے...... پھر آخری زمانہ میں بڑے کروفر اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات میں نہ چڑھنا دیکھا گیا اور نہ اترنا مگر حضرت مسیح کا اُترنا دیکھا جائے گا۔ تمام مولویوں کے روبرو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُترے گا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے وہ کام دکھلائے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھلا نہ سکے۔ بار بار قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح سچ مچ مُردوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈالے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک مکھی بھی زندہ نہ کی۔ اور پھر مسیح نے بقول تمہارے ہزارہا پرندے بھی پیدا کئے اور اب تک کچھ خدا کی مخلوقات اور کچھ اس کی مخلوقات دنیا میں موجود ہے اور ان تمام فوق العادت کاموں میں وہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْک ہے...... اب بتلاؤ کہ اس قدر خصوصیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں جمع کر کے کیا اِن مولویوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائی کے مرتبہ تک نہیں پہنچایا۔ اور کیا کسی حد تک پادریوں کے دوش بدوش نہیں چلے؟ اور کیا اِن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو وَحْدَہٗ لَا شَرِیْک کا مرتبہ دینے میں کچھ فرق کیا ہے؟ مگر مجھے خدا نے اس تجدید کے لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ایسا خیال کرنا کفر اور صریح کفر اور سخت کفر ہے۔ بلکہ اگر واقعی طور پر حضرت مسیح نے کوئی معجزہ دکھلایا ہے یا کوئی اعجازی صفت حضرت موصوف کے کسی قول یا فعل یا دُعا یا توجہ میں پائی جاتی ہے تو بلا شبہ وہ صفت کروڑہا اور انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 203 تا 207 حاشیہ)

اس تحریر میں حضور علیہ السلام نے ایک عظیم قاعدہ پیش فرمایا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ:

"ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی اُمّت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے جوہر سے مناسبت تامہ رکھتے ہیں۔" اور "کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزارہا اور لوگ شریک نہ ہوں۔"

یعنی وَحْدَہٗ لَا شَرِیْک ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ نہ اس کا شریک اور نہ اس کی نظیر ہے۔ اس کے علاوہ باقی ہر چیز کی نظیر اور مثل ہے۔ اور انبیاء کا کوئی معجزہ ایسا نہیں جس کی نظیر اس کی امت کے لوگوں میں یا دیگر انبیاء میں نہ پائی جائے۔

☆ اس لحاظ سے اگر مسیح نے مردے زندہ کئے تو اس کے اتباع میں بھی بعض لوگوں کو یہ معجزہ دکھانا چاہئے تھا۔ یا کسی اور نبی کو بھی یہ معجزہ عطا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ظاہری مردے زندہ کرنے کا معجزہ کسی اور کو عطا نہیں ہوا بلکہ سب نبیوں کے سردار اور افضل المرسلین کو بھی نہیں ملا جس کا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس معاملہ میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْک ٹھہرے جو کہ خدا کی توحید کے خلاف ہے لہذا یہ بات باطل ہے۔

☆ اگر سلیمان علیہ السلام ہوا سے باتیں کرتے اور پرندوں سے گفتگو فرماتے اور پہاڑوں کو ساتھ لے کر چلتے تھے تو آپ کی اُمّت میں سے بعض لوگوں کو بھی یہ معجزہ کسی نہ کسی رنگ میں عطا ہونا چاہئے تھا۔ اگر اُمّت کے بعض افراد کو نہیں تو کسی نبی کو عطا ہونا چاہئے تھا۔ اگر کسی نبی کو نہیں ملا تو پھر سب نبیوں کے سردار کو تو ضرور یہ معجزہ عطا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ صفت جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو واحد لاشریک ثابت کرتی ہے درست نہیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی توحید کے خلاف ہے۔

☆ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا معجزہ ہے۔ اس معجزہ میں بھی آپ کے علاوہ پہلے یا بعد میں کسی کو شریک ہونا چاہئے تھا لیکن ہمیں کسی ایسے شخص کی کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جو دو ہزار سال تک آسمانوں میں رہ کر دوبارہ سب لوگوں کے سامنے آسمان سے نازل ہوا ہو۔ اور تو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو کفار نے یہ معجزہ دکھانے کا چیلنج رکھا تھا کہ اگر یہ دکھا دیں تو ایمان لے آئیں گے۔ لیکن آپ کو یہی حکم ہوا کہ انہیں کہیں کہ مَیں بشر رسول ہوں جو آسمان پر نہیں جا سکتا۔ ثابت ہوا کہ یہ کہانی ہی غلط ہے۔ ورنہ عیسیٰ علیہ السلام واحد لاشریک ٹھہرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو زیبا نہیں۔

☆ اس عظیم الشان قاعدہ نے دجال اور اس کی عجیب وغریب طاقتوں اور خارق عادت اعمال اور خدا کے مشابہہ افعال کا بھی مسئلہ حل کر دیا کہ ایسی طاقتیں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو دی تھیں تو اس کی نظیر ہونی چاہئے تھی ورنہ دجال بھی واحد لاشریک ٹھہرتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ واحد لاشریک صرف اور صرف خدا کی ذات ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ دجال کے ضمن میں بیان ہونے والے امور کا معنی بھی کچھ اور ہے۔ نہ یہ کہ وہ خدا کی طرح زندہ کرے گا اور مارے گا اور بارش برسائے گا اور روئیدگی اگائے گا۔

دنیا میں کسی نبی یا ولی یا پارسا انسان کو کوئی ایسا معجزہ نہیں عطا ہوا جو اعلیٰ اور اکمل شکل میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہ ہوا ہو۔ اور دنیا میں کسی نبی یا ولی یا صالح انسان کا معجزہ یا کرامت یا نشان ایسا نہیں جو صرف ایک بار ظاہر ہوا ہو بلکہ اس میں کئی اور صلحاء اور انبیاء بھی شریک ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان قاعدہ ہے جس کی بنا پر گزشتہ انبیاء سے منسوب تمام دیومالائی اور بے سروپا کہانیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور خصوصی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور ان کے آسمان پر جانے اور واپس جسمانی طور پر نازل ہونے کا یکدفعہ ردّ ہو جاتا ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے کہ یَلَاش صرف خدا کی ذات ہے۔

قارئین کرام! اس سارے موضوع پر ایک نظر کرنے کے بعد اب اگر آپ معترض کے اعتراض کو پڑھیں تو اس کی سطحیت، جہالت اور لغویت کا اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔

بعض مصری مولویوں کی کارروائیوں کے ذکر کے بعد اب ہم ایم ٹی اے 3 العربیہ کے بند ہونے کے بعد کا حال بیان کرتے ہیں۔

فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ کا نشان

مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئر مین ایم ٹی اے اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایم ٹی اے 3 **العربیہ** کی نائل ساٹ سے نشریات کی بندش کے بعد حضور انور نے فرمایا تھا کہ:

"اب فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ کا وعدہ پورا ہوگا"۔

آیئے دیکھتے ہیں خدا کے خلیفہ کی زبان سے نکلے ہوئے یہ کلمات کس طرح پورے ہوئے۔

مشرق وسطی، عرب ممالک، مشرق بعید اور جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کو آپس میں نیز یورپ کے ممالک سے انٹرنیٹ کے ذریعہ ملانے کے لئے پانچ بڑی فائبر کیبلز استعمال ہوتی ہیں جن کو دو بڑی کمپنیاں آپریٹ کرتی ہیں۔ ایک کمپنی کا نام SeaMeWe-4 ہے جو (South East Asia - Middle East- Western Europe-4) کا مخفف ہے، جبکہ دوسری کمپنی کا نام FLAG ہے جو Fiber-Optic Link Around the Globe کا مخفف ہے۔

ایم ٹی اے 3 العربیہ کی نشریات نائل ساٹ سے 28 جنوری 2008ء کو بند کرا دی گئیں اور اس کے دو ہی روز کے بعد مؤرخہ 30 جنوری 2008ء کو صبح آٹھ بجے GMT وقت کے مطابق مصر کی بندرگاہ اسکندریہ سے 8.3 کلومیٹر کے فاصلے پر FLAG کی، جبکہ اسی دن SeaMeWe-4 کی بھی ایک کیبل میں مرسیلیا کے مقام پر خلل واقع ہو گیا جس کی وجہ سے مشرق وسطی اور ایشیا کے کئی ممالک میں کمیونیکیشن کا نظام بری طرح متاثر ہوا۔

اس کے مزید دو روز بعد ہی یکم فروری 2008ء کو صبح چھ بجے GMT وقت کے مطابق FLAG کی ہی ایک Falcon نامی کیبل جو خلیج فارس کے ایریا کے ملکوں کو آپس میں ملاتی ہے دبئی سے 56 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جگہ سے کٹ گئی جس کی بنا پر مختلف عرب اور خلیج کے ممالک اور ایران و ہندوستان کا رابطہ کٹ کے رہ گیا۔ اس کے دو روز بعد مورخہ 3 فروری 2008ء کو قطر اور متحدہ عرب امارات کو ملانے والی کیبل کٹ گئی۔

اس سے اگلے ہی روز 4 فروری کو اعلان کیا گیا کہ SeaMeWe-4 کی ایک اور کیبل میں ملیشیا کے علاقے Penang کے قریب خلل پیدا ہو گیا ہے۔

یہ خبر بیسیوں ویب سائٹس پر آج بھی موجود ہے چند ایک یہ ہیں:

http://www.marefa.org/index.php,

http://www.marefa.org/ind,

(http://www.flagtelecom.com

www.khaleejtimes.com/Display

ArticleNew.asp?section

=theuae&xfile=data/heuae/ 2008/

february/theuae_ february 121.xml)

یوں ایم ٹی اے 3 **العربیہ** کی نشریات بند کر کے اس ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹنے والوں کے بارہ میں فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ کا وعدہ پورا ہوا اور خود ان کا رابطہ دنیا سے کٹ کے رہ گیا۔ کاش کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کرتے۔

اس واقعہ میں ایک اور بھی عجیب مشابہت پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اونٹنی کو عربی میں "النَّاقَة" کہتے ہیں اور یہی نام حضرت صالح کی اونٹنی کے لئے قرآن میں آیا ہے۔ اسی طرح ٹی وی چینل کو عربی میں "القناة" کہتے ہیں۔ اور ان دونوں کلمات (الناقة اور القناة) کے حروف ایک سے ہیں اس لئے دونوں کی عددی قیمت بھی ایک ہے اور اُس **الناقة** اور اِس **القناة** کا مقصد اور ہدف بھی مشترک ہے یعنی تبلیغ حق۔ اس لحاظ سے بھی حضور انور کا جملہ: "اب فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ کا وعدہ پورا ہوگا" اس حقیقت حال کے عین مطابق ایک نہایت ہی بلیغ اشارہ پر مشتمل تھا جو بڑی شان سے پورا ہوا۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برداشت اور عفو اور ہر خُلق کا نمونہ بے مثال تھا۔ ان نمونوں پر چلنا، ان کی طرف توجہ دینا آج کے مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔

اگر مسلمان اس نکتہ کو سمجھ لیں تو اسلام کے پیغام کو کئی گنا ترقی دے سکتے ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ شدت پسند گروہوں کے چنگل سے نکل کر اس اُسوہ پر غور کریں جو ہمارے سامنے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقوں کے ساتھ عفو و درگزر اور حسن سلوک کے غیر معمولی نمونوں کا تذکرہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 14 رجنوری 2011ء بمطابق 14رتبلیغ 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْبِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (الاعراف: 200)۔ عفو اختیار کر، اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فقرے نے کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن۔ یعنی آپ کی زندگی قرآنی احکام اور اخلاق کی عملی تصویر تھی، آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق کے وسیع سمندر کی نشاندہی فرما دی کہ جاؤ اور اس سمندر میں سے قیمتی موتی تلاش کرو۔ اور خلقِ عظیم کے جو موتی بھی تم تلاش کرو گے اس پر میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہو گی۔

یہ ہے وہ مقامِ خاتمیتِ نبوت جو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ (المائدہ: 4) کے خدائی ارشاد میں ہمیں نظر آتا ہے۔ پس دین کا کمال اور نعمت کا پورا ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری شرعی کتاب اتار کر اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں پورا فرما دیا۔ پس آپ سے زیادہ کون اس الٰہی کتاب کو سمجھنے والا اور اپنے رب کے منشاء کو سمجھنے والا ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو جہاں قرآن کی عملی تصویر ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارے لئے اسوہ حسنہ بھی ہے۔

اس وقت مَیں آپ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک حسین پہلو کی چند جھلکیاں پیش کروں گا جس نے نیک فطرت لوگوں کو تو آپ کے عشق و محبت میں بڑھا دیا۔ اور منافقین کے گند سے صرفِ نظر کرتے ہوئے جب آپ نے یہ خُلق دکھایا کہ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ تو دنیا پر ان لوگوں کی فطرت واضح ہو گئی۔ یہ خُلق جس کے بارے میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ''عفو'' ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (الاعراف: 200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی ﷺ کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا؟ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور (ﷺ) کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔''

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 99)

کہنے کو تو یہ ایک عام سی بات ہے لیکن مسلسل ظلموں سے خود بھی اور اپنے صحابہ کو بھی گزرتے ہوئے دیکھنا، اور پھر جب طاقت آتی ہے تو عفو کا ایک ایسا نمونہ دکھانا جس کی مثال جب سے کہ دنیا قائم ہوئی ہے ہمیں نظر نہیں آتی، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے۔ پھر منافقین اور غیر تربیت یافتہ لوگوں کے مقابل پر آپؐ نے تحمل اور برداشت کا اظہار فرمایا۔ یہ بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھنے والا کوئی تاریخ دان ہو تو باوجود مذہبی اختلاف کے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کی برداشت اور عفو اور ہر خلق کا نمونہ بے مثال تھا۔ اور لکھنے والے جنہوں نے لکھا ہے بعض ہندو بھی ہیں اور بعض عیسائی بھی۔ بہرحال اس وقت میں چند واقعات بیان کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کے خلقِ عظیم پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلے مَیں عبداللہ بن اُبی بن سلول کے واقعات لیتا ہوں، جو رئیس المنافقین تھا۔ ظاہر میں گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو منظور کر لیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غلیظ حملے کرنے کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑتا تھا۔ مدینہ میں رہتے ہوئے مسلسل یہ واقعات ہوتے رہتے تھے۔ اس کی دشمنی اصل میں تو اس لئے تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت سے پہلے مدینہ کے لوگ اسے اپنا سردار بنانے کا سوچ رہے تھے لیکن آپؐ کی مدینہ آمد کے بعد جب آپ ﷺ کو ہر قبیلے اور مذہب کی طرف سے سربراہِ حکومت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا تو یہ شخص ظاہر میں تو نہیں لیکن اندر سے، دل سے آپ ﷺ کے خلاف تھا اور اس کی مخالفت مزید بڑھتی گئی، اس کا کینہ اور رنجشیں مزید بڑھتی گئیں۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد اور جنگِ بدر سے پہلے کا ایک واقعہ ملتا ہے جس سے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے دل کے بغض اور کینے اور اس کے مقابلے پر آپ کے صبر کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ اظہار جو دراصل عفو تھا، یہ عفو ار آپ ﷺ کا ردّ عمل ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال روایت میں آتا ہے۔ امام زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کے علاقہ کی ایک چادر ڈال کر گدھے پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو بٹھایا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے بنو حارث بن خزرج میں واقعہ بدر سے پہلے (یعنی جنگِ بدر سے پہلے) تشریف لے جا رہے تھے تو ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس مجلس میں مسلمان بھی بیٹھے ہیں، بُت پرست بھی ہیں اور یہودی بھی بیٹھے ہیں اور اسی مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب اس مجلس پر گدھے کے پاؤں سے اٹھنے والی دھول پڑی تو عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اپنی چادر سے ناک کو ڈھانک لیا۔ پھر کہا ہم پر مٹی نہ ڈالو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو سلام کیا۔ پھر رُک گئے اور اپنی سواری سے اترے اور ان کو دعوتِ اِلی اللہ کی۔ اُن کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اُس پر عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا اے صاحب! جو بات تم کہہ رہے ہو، وہ اچھی بات نہیں ہے اور اگر یہ حق بات بھی ہے تو ہمیں ہماری مجلس میں سنا کر تکلیف نہ دو۔ اپنے گھر میں جاؤ اور جو شخص تمہارے پاس آئے اسے قرآن پڑھ کر سنانا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کی یہ باتیں سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجالس میں آ کر قرآن سنایا کریں کیونکہ ہم قرآن کو سننا پسند کرتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ مسلمان اور مشرک اور یہود سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح بحث میں الجھ گئے کہ لگتا تھا کہ ایک

دوسرے کے گلے پکڑ لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلسل خاموش کرواتے رہے اور وہ چُپ ہو گئے۔ جب خاموش ہو گئے تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے اور اس کو جا کر بتایا کہ ابوحباب یعنی عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کیا کہا ہے؟ اُس نے یہ بات کی ہے۔ تو سعد بن عبادہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اس سے عفو اور درگزر کا سلوک فرمائیں۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآنِ کریم جیسی عظیم کتاب نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حق کو لے آیا جس کو اس نے آپ پر نازل فرمایا۔ اس سرزمین کے لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ بن اُبی بن سلول کو تاج پہنا کر اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے دست و بازو کو مضبوط کریں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس فیصلے سے اس حق کے باعث جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے انکار کر دیا تو اس سے اس کو بڑا دکھ پہنچا۔ اس وجہ سے اس نے آپ سے یہ بدسلوکی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عفو کا سلوک فرمایا۔

یہ اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے بات کی تھی کہ عفو کا سلوک فرمائیں بلکہ آپؐ نے اس کو یہ بتانے کے لئے بات کی تھی کہ آج اس نے اس طرح میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے لیکن مَیں تو بہرحال عفو کا سلوک کرتا چلا جاؤں گا۔ آگے پھر لکھا ہے کہ آپؐ اور آپ کے صحابہ مشرکوں اور اہلِ کتاب سے درگزر کا سلوک فرماتے تھے جیسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا۔ اور وہ ان کی طرف سے ملنے والی تکالیف پر صبر کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب عبداللہ بن اُبی بن سلول بظاہر مسلمان ہوا تو اپنی منافقانہ چالوں سے آپؐ کو تکلیف پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کسی غزوہ کے لئے گئے ہوئے تھے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مارا۔ اس پر اس انصاری نے بآوازِ بلند کہا کہ اے انصار! میری مدد کو آؤ اور مہاجر نے جب معاملہ بگڑتے ہوئے دیکھا تو اس نے بآوازِ بلند کہا کہ اے مہاجرو! میری مدد کو آؤ۔ یہ آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیں۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ کیا زمانہ جاہلیت کی سی آوازیں بلند ہو رہی ہیں؟ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مار دیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنا چھوڑ دو۔ یہ ایک بُری بات ہے۔ بہرحال پانی پینے کے اوپر یہ جھگڑا شروع ہو گیا تھا کہ مَیں پہلے پیوں گا، اُس نے کہا پہلے مَیں۔ بعد میں یہ بات عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین نے سنی تو اس نے کہا مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ لوٹے تو مدینہ کا معزز ترین شخص مدینہ کے ذلیل ترین شخص کو نکال باہر کرے گا (نعوذ باللہ)۔

عبداللہ بن اُبی بن سلول کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ مَیں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ حضرت عمرؓ کی بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے درگزر کرو۔ کہیں لوگ یہ باتیں نہ کہنے لگ جائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ المنافقین۔ باب قولہ سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم۔حدیث نمبر 4905)

اس کے باوجود کہ اس کی ایسی حرکتیں تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا ساتھی کہا ہے۔ کیونکہ جب تک وہ ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا۔ روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو بلوا کر پوچھا کہ اس طرح مشہور ہوا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ وہ سب اس بات سے مکر گئے۔ ان میں بعض انصار تھے انہوں نے بھی سفارش کی اور کہا کہ شاید زید کو جو چھوٹے تھے، جنہوں نے یہ بتایا تھا کہ اُن کے سامنے یہ بات ہوئی ہے غلطی لگی ہو گی۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مزید کچھ نہیں پوچھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو وحی کے ذریعے بتا دیا کہ یہ واقعہ سچ ہے تو سب دنیا کو، اُس وقت کے لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ بہرحال یہ سچ ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کا ذکر یوں آتا ہے کہ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:09)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ضرور وہ جو سب سے زیادہ معزز ہے اسے جو سب سے زیادہ ذلیل ہے اس میں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تمام تر اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور مومنوں کی۔ لیکن منافق لوگ جانتے نہیں۔

اب اس وحی کے بعد آپؐ سے زیادہ کون جان سکتا تھا کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول جو ہے وہ جھوٹا اور منافق ہے۔ بلکہ آپ کی فراست پہلے سے ہی یہ علم رکھتی تھی کہ یہ منافق ہے لیکن آپ نے صرفِ نظر فرمایا۔ بلکہ مدینہ داخل ہونے سے پہلے جب عبداللہ بن اُبی کے بیٹے نے جو ایک مخلص مسلمان نوجوان تھا آپ کے سامنے عرض کی کہ یہ بات میں نے سنی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کا ارادہ ہے کہ اس کو قتل کرنا ہے تو مجھے حکم دیں کہ مَیں اپنے باپ کی گردن اڑا دوں۔ کیونکہ اگر کسی اور نے اسے قتل کیا یا سزا دی تو پھر کہیں میری زمانہ جاہلیت کی رَگ نہ پھڑک اٹھے اور مَیں اُس شخص کو قتل کر دوں جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہو۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کسی قسم کی کوئی سزا دینے کا مَیں ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ فرمایا کہ مَیں تمہارے باپ کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کروں گا۔ نہ صرف یہ کہ سزا نہیں دوں گا بلکہ نرمی اور احسان کا معاملہ کروں گا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام غزوہ بنی المصطلق، طلب ابن عبداللہ بن ابی ان یتولی قتل ابیہ...... صفحہ 672 دارالکتب العلمیۃ بیروت ایڈیشن 2001)

پھر یہی سفر تھا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غلطی سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ جب قافلہ نے اپنی جگہ سے کوچ کیا تو بعد میں ایک صحابی نے، جو قافلہ چلے جانے کے بعد میدان کا جائزہ لے رہے تھے کہ کوئی چیز رہ تو نہیں گئی، آپ کو دیکھا۔ حضرت عائشہؓ اس وقت سوئی ہوئیں تھیں تو اِنَّا لِلّٰہ پڑھا جس سے آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے فوراً اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ اُن صحابی نے اپنا اونٹ لا کر پاس بٹھا دیا اور آپ اس اونٹ پر بیٹھ گئیں۔ جب یہ لوگ قافلے سے ملے ہیں تو انہی منافقین نے حضرت عائشہؓ کے بارہ میں طرح طرح کی افواہیں پھیلانا شروع کر دیں۔ غلط قسم کے الزام (نعوذ باللہ) حضرت عائشہؓ پر لگائے گئے۔ آپ ﷺ کو یہ باتیں سن کر بڑی بے چینی تھی۔ حضرت عائشہؓ پر الزام لگانا اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نقصان پہنچانے والی بات تھی یا کوشش تھی۔ جب یہ واقعہ ہو گیا اور مدینہ پہنچ گئے تو ایک دن آپؐ نے مسجد میں تشریف لا کر تقریر فرمائی اور فرمایا جس کا ایک پہلا فقرہ یہ تھا کہ مجھے میرے اہل کے بارہ میں بہت دُکھ دیا گیا ہے۔ لیکن آپؐ نے منافقین کے ان الزامات کو برداشت کیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب حدیث افک حدیث نمبر 4141)

اور جنہوں نے یہ الزام لگائے تھے ان کو فوری سزا نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب حضرت عائشہ کی بریت کی وحی ہوئی تو تب بھی ان لوگوں کو کوئی سزا نہیں دی جن کے بارہ میں یہ پتہ تھا کہ الزامات لگا رہے ہیں بلکہ عفو سے کام لیا۔ بلکہ روایات میں آتا ہے جب عبداللہ بن اُبی فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے (جو ایک مخلص مسلمان تھا جیسا کہ مَیں نے کہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ اپنا کرتہ مجھے عنایت فرمائیں تا کہ اس کرتے میں مَیں اپنے باپ کو دفناؤں، کفناؤں۔ آپؐ نے وہ کرتہ عطا فرمایا۔ بلکہ آپ کی شفقت اور عفو کا یہ حال تھا کہ آپ اس کے جنازہ کی نماز کے لئے بھی تشریف لائے اور جنازہ پڑھایا۔ قبر پر دعا کرائی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپ کو ان تمام باتوں کا علم ہے کہ یہ منافق ہے اور منافق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کرے اور مغفرت طلب کرے تو ان کی مغفرت نہیں ہو گی۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی القمیص الذی یکف او لا یکف...... حدیث نمبر 1269)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک اجازت بھی دی ہوئی ہے۔ مَیں کوشش کروں گا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں یعنی کثرت سے کروں گا۔ اُس کے لئے اگر مجھے اس سے زیادہ بھی بخشش طلب کرنا پڑی تو کروں گا۔ یہ تھا آپ کا اُسوہ جو آپ نے اُن منافقین کے ساتھ بھی روا رکھا۔

یہ واقعہ تو مَیں نے بتایا کہ جس میں رئیس المنافقین کے ساتھ عفو اور بخشش کا سلوک ہے۔ اب بعض دوسری مثالیں پیش کرتا ہوں۔ مثلاً اُجڈ، غیر تربیت یافتہ بعض بدؤوں کے اخلاق ہیں جو ادب سے گری ہوئی حرکات کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو نہیں پہچانتے تھے۔ اُن پر آپ کس طرح عفو فرماتے تھے۔ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ آپ نے ایک موٹے حاشیہ والی چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ ایک بدوی نے آپ کی چادر کو اتنی زور سے کھینچا کہ اس کے حاشیہ کے نشان آپ کے کندھے پر پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے یہ دو اونٹ دے دیں۔ آپ نے مجھے کوئی اپنا یا اپنے والد کا مال تو نہیں دینا؟ اُس کی ایسی کرخت باتیں سن کر پہلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا: اَلْمَالُ مَالُ اللّٰہِ وَاَنَا عَبْدُہٗ۔ کہ مال تو اللہ ہی کا ہے اور مَیں اللہ کا بندہ ہوں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921

وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ اُس بدوی نے کہا مجھ سے اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے بدلہ کیوں نہیں لیا جائے گا؟ اُس بدوی نے کہا۔ اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، تبسم فرمایا (تو نرمی کا، عفو کا جو سلوک تھا، پتہ تھا۔ اسی نے ان لوگوں میں جرأت پیدا کی تھی کہ جو دل چاہے کر دیں)۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے مطلوبہ دو اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دیں۔ اور وہ اس کو عنایت فرمائیں۔

(الشفاء لقاضی عیاض الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ ......الفصل و اما الحلم صفحہ74 جزء اول دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر آپ نے مخالفینِ اسلام کے ساتھ کس طرح عفو فرمایا، کیا سلوک فرمایا ہوگا۔ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریشِ مکہ کے اسّی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر نمازِ فجر کے وقت اچانک جبل تنعیم سے حملہ آور ہوئے۔ اُن کا ارادہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں مگر ان کو پکڑ لیا گیا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معاف کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

(سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ الفتح حدیث نمبر 3264)

اب اس قسم کی معافی کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے کہ جنگی مجرم ہیں لیکن سراپا شفقت وعفو اُن کو بھی معاف فرما رہے ہیں کہ جاؤ تمہارے سے کوئی سرزنش نہیں۔ تمہیں کوئی سزا نہیں۔

پھر ایک روایت ہے۔ ہشام بن زید بن انس روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کے بجائے اَلسَّامُ عَلَیْکَ یعنی تجھ پر ہلاکت وارد ہو، کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تمہیں پتہ چلا ہے کہ اس نے کیا کہا تھا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس نے اَلسَّامُ عَلَیْک کہا تھا۔ صحابہ رِضْوان اللّٰہ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے یہودی کی یہ حرکت دیکھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اسے قتل نہیں کرنا۔ (بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اذا عرض الذمی اوغیرہ بسب النبی حدیث نمبر 6926)

ایک سبق یہ بھی دے دیا کہ میری شفقت صرف اپنوں پر نہیں، غیروں پر بھی ہے۔ جو مجھ پر ظلم کرنے والے ہیں ان پر بھی ہے۔ سزا صرف ایسے جرموں کی دینا ضروری ہے جن پر حدود قائم ہوتی ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سزا مقرر کی ہوئی ہے، جن کا قرآنِ کریم میں واضح حکم دیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے جن کے بارے میں آپ کو بتایا ہے۔

پھر آپ اور آپ کے صحابہ کو ایک یہودیہ نے گوشت میں زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی اور اقبالِ جرم کرنے کے باوجود آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ صحابہ کو غصہ تھا، انہوں نے پوچھا بھی کہ اس کو قتل کر دیں، آپ نے فرمایا نہیں، بالکل نہیں۔

(بخاری کتاب الھبۃ باب قبول الھدیۃ من المشرکین ۔حدیث2617)

یہ ایک لمبی روایت ہے۔ وحشی کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کو جنگِ اُحد میں شہید کرنے کے بعد مَیں مکہ میں واپس آ گیا۔ اس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اور یہیں اپنی زندگی کے دن گزارتا رہا، یہاں تک کہ مکہ میں ہر طرف اسلام پھیل گیا۔ پھر مَیں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے سفیر بھیجے اور مجھے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفیروں سے انتقام نہیں لیتے۔ چنانچہ مَیں بھی طائف والوں کے سفیروں کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو دریافت کیا۔ کیا تم وحشی ہو؟ مَیں نے کہا جی، مَیں وحشی ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے ہی حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟ وحشی کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی۔ جیسے آپؐ نے سنا ہے ایسا ہی معاملہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خطائیں معاف کرتے ہوئے مجھے کہا کہ کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم میرے سامنے نہ آیا کرو؟ وحشی کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد مَیں مدینہ سے چلا آیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر4072)

آپؐ کے عفو کی انتہا کا اس بات سے مزید پتہ چلتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی سے حضرت حمزہ کی شہادت کے بارہ میں مزید سوال کئے کہ کس طرح شہید کیا تھا اور پھر کیا کیا تھا؟ تو صحابہ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اپنے چچا کی یاد تازہ ہونے پر یقیناً یہ آنسو نکلے ہوں گے۔ وہ چچا جس نے ابوجہل کے مقابلہ میں آپ کا ساتھ دیا تھا اور آپ کے حق میں کھڑے ہوئے تھے لیکن حضرت حمزہ کے قاتل سے قدرت رکھنے کے باوجود آپ نے شفقت اور عفو کا سلوک فرمایا اور وحشی کو معاف فرمایا۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر ۔ سنۃ ثمان ذکر فتح مکۃ صفحہ 258-257 مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ سعودی عرب)

’’فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابوجہل کے قتل کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ یہ جنگی مجرم تھا اس لئے قتل کا حکم دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اور ان کا والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں سب سے زیادہ شدت اختیار کرنے والے تھے۔ جب عکرمہ کو یہ خبر ملی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی جو اس کی چچا زاد تھی اور حارث بن ہشام کی بیٹی تھی اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ اس نے اسے ساحلِ سمندر پر کشتی پر سوار ہونے کا منتظر پایا۔ انتظار میں کھڑا تھا کہ کشتی آئے تو مَیں یہاں سے سوار ہو کر جاؤں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عکرمہؓ کو اس کی بیوی نے کشتی میں سوار پایا اور اسے اس مکالمے کے بعد واپس لے آئی کہ اے میرے چچا زاد! مَیں تیرے پاس سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، سب سے زیادہ نیک سلوک کرنے والے اور لوگوں میں سے سب سے بہتر (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے آئی ہوں۔ تم اپنے آپ کو برباد نہ کرو۔ مَیں نے تمہارے لئے امان طلب کر لی ہے۔ واپس آ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں معاف کر دیں گے۔ کچھ نہیں کہا جائے گا۔ عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ درست کہتی ہے۔ آپ کو امان دی گئی ہے۔ اس بات کا سننا تھا کہ عکرمہ نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ پھر عکرمہ نے شرم کے باعث اپنا سر جھکا لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عکرمہ! ہر وہ چیز جو میری قدرت میں ہے اگر تم اس میں سے کچھ مجھ سے مانگو تو مَیں تم کو عطا کر دوں گا۔ عکرمہؓ نے کہا۔ مجھے میری وہ تمام زیادتیاں معاف کر دیں جو مَیں آپؐ سے کرتا رہا ہوں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِر لِعِکْرِمَۃَ کُلّ عَدَاوَۃٍ عَادَانِیْھَا اَوْ مَنْطَقٍ تکَلَّمَ بِہ ۔ کہ اے اللہ! عکرمہ کو ہر وہ زیادتی جو وہ مجھ سے کرتا رہا ہے بخش دے۔ یا آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! عکرمہ میرے بارہ میں جو بھی کہتا رہا ہے وہ اس کو بخش دے‘‘۔ کیا اس جیسی معافی کی کوئی مثال ہے؟ ۔(السیرۃ الحلبیۃ لعلامہ ابوالفرج نورالدین۔ ذکر فتح مکہ شرفھا اللہ تعالیٰ جلد3 صفحہ 132 مطبوعہ بیروت 2002ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ایک شخص فضالہ بن عُمیر فتح مکہ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے تو آپ کے قریب قتل کی نیت سے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے اس منصوبے کی خبر کر دی۔ آپ نے اسے دیکھ لیا، بلایا تو وہ گھبرا گیا۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کس نیت سے آئے ہو۔ ظاہر ہے جب پکڑا گیا تو اس نے جھوٹ بولنا تھا، بہانے بنانے لگا۔ آپ مسکرائے اور پیار سے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، بغیر کسی خوف کے کہ ہتھیار اس کے پاس ہے، کس نیت سے وہ آیا ہوا ہے۔ فضالہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا تو میری تمام نفرت دور ہو گئی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ، تحطیم الاصنام صفحہ 747 دارالکتب العلمیۃ بیروت ایڈیشن 2001ء)

جس ہستی کے قتل کے ارادے سے میں نکلا تھا اس کے اس دستِ شفقت نے میرے دل میں اس کی محبت کے دریا بہا دیئے۔ پس یہ تھا میرے آقا کا اپنے دشمنوں سے سلوک۔ مجرم پکڑا جاتا ہے تو اسے بجائے سزا دینے کے محبت کے تیر سے اس طرح گھائل کرتے ہیں کہ وہ آپکی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی اور اس شفقت اور عفو کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ پس ان نمونوں پر چلنا ان کی طرف توجہ دینا آج کے مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کاش کہ ان کو سمجھ آ جائے۔

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن بھی دو معاملات میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی، آپؐ نے اُن میں سے آسان ترین کو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اختیار فرمایا سوائے اس کے کہ اسے اختیار کرنا گناہ ہوتا۔ اور اگر اسے اختیار کرنا گناہ ہوتا تو آپ اس سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ دور بھاگنے والے ہوتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا سوائے اس کے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں ناجائز طریق سے داخل ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اللہ تعالیٰ کی خاطر سزا دیتے۔

(بخاری کتاب المناقب باب صفة النبیؐ حدیث نمبر 3560)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ دوران گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی تھی اور یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نوح:27)۔ اے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔

یارسول اللہ! اگر آپ حضرت نوح کی طرح ہمارے لئے بددعا کرتے تو ہم سب کے سب تباہ ہو جاتے۔ آپ کی کمر کولتاڑا گیا۔ آپ کے چہرے کو خون آلود کیا گیا۔ آپ کے سامنے کے دانت توڑے گئے مگر آپ نے صرف خیر کی بات ہی کی اور آپ نے یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ میری قوم کو بخش دے، ان کو معلوم نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

(الشفاء لقاضی عیاض الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ ......الفصل و اما الحلم صفحہ73 جزء اول دار الکتب العلمیة بیروت 2002ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:93) کہا۔ اور اس عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال معلوم ہوتا تھا۔ اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے۔ ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں دین اسلام قبول کر لیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ287-286 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو تھا جو مخالفوں کی نظر میں بظاہر ایک بہت مشکل بات تھی۔ کبھی اس طرح کا عفو کھایا جا سکتا ہے؟۔ لیکن جب آپؐ سے یہ حسنِ سلوک دیکھا تو اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ اسلام قبول کر لیا۔ کاش آج مسلمان بھی اس نکتہ کو سمجھ لیں تو اسلام کے پیغام کو کئی گنا ترقی دے سکتے ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ شدت پسند گروہوں کے چنگل سے نکل کر اس اسوہ پر غور کریں جو ہمارے سامنے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ آمین

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13؍دسمبر 2010ء بوقت 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ سعیدہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب۔ سابق صدر قضاء بورڈ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 9؍دسمبر 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن و سابق ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ) کی بہو تھیں۔ انتہائی نیک، صالحہ، صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور غریب پرور خاتون تھیں۔ لجنہ کی فعال رکن تھیں اور تبلیغی سرگرمیوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم احمد حسین صاحب درویش قادیان)

مرحومہ 4؍دسمبر 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے اپنے خاوند کے ساتھ زمانہ درویشی ہر قسم کے نامساعد اور کٹھن حالات کے باوجود نہایت وفا اور اخلاص کے ساتھ گزارا اور آخر وقت تک قادیان کی مقدس سرزمین میں مقیم رہیں۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، نہایت سادہ مزاج اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرم نصیر احمد صاحب قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت و ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن کی اہلیہ ہیں۔

(2) مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب تیماپوری ایڈووکیٹ حیدرآباد۔ انڈیا)

مرحوم 23؍اکتوبر 2010ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ضرورت مندوں کی بلا امتیاز مدد کرتے تھے۔ آپ ایک منجھے ہوئے وکیل تھے اور جماعتی سرکاری معاملات کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کرواتے تھے۔ خلافت کے ساتھ ان کا والہانہ لگاؤ تھا اور خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر ہمیشہ لبیک کہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد الرشید صاحب حیدرآبادی انچارج دفتر ایم ٹی اے لندن کے بہنوئی تھے۔

(3) مکرمہ محمودہ رشید صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الرشید صاحب رائے چوری۔ حیدرآباد۔ انڈیا)

29؍اکتوبر 2010ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، سلسلہ سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے لمبا عرصہ صوبائی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم عبد الرشید صاحب حیدرآبادی انچارج دفتر ایم ٹی اے لندن کی بڑی بہن تھیں۔

(4) مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (ابن مکرم شیخ عبد الحکیم صاحب شملوی آف چکوال)

یکم دسمبر 2010ء کو اسلام آباد میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ غریبوں کے ہمدرد وفا شعار نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ Swiss ایئر سے منسلک تھے۔ مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقعہ پر آپ کو بہت سے احمدیوں کا ویزا لگوانے کی توفیق ملی۔ ہر قسم کی جماعتی خدمت اور مالی قربانی کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔ آپ کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کے نواسے تھے۔

(5) مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الغفار شاکر صاحب مرحوم۔ میموریل فوٹو سروس ربوہ)

چند دن بیمار رہنے کے بعد 3؍نومبر 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا بچپن قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گزرا۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور دعا گو خاتون تھیں۔ جماعتی چندے ہمیشہ اول وقت میں ادا کرتیں اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا اور گھر میں ڈش انٹینا لگا تو ایک خطیر رقم آنحضرت ﷺ کی طرف سے شکرانے کے طور پر جماعت کو پیش کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور آٹھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ سانحہ لاہور کے شہید مکرم شیخ محمد یونس صاحب آپ کے داماد تھے۔

(6) مکرم میاں داؤد احمد صاحب (ابن مکرم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب۔ امریکہ)

22؍نومبر 2010ء کو ہارٹ اٹیک سے 57 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت نرم دل اور غریب پرور انسان تھے۔ ضرورت مندوں کا خیال رکھتے اور بلا امتیاز ان کی مدد کرتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم میجر شاہد سعدی صاحب (نائب ناظر امور عامہ ربوہ) کے برادر نسبتی تھے۔

(7) مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب (سانگلا ہل ضلع ننکانہ)

9؍اکتوبر 2010ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص کا تعلق رکھنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ تعاون کرتے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔

(8) مکرم کرنل محمد اقبال صاحب (آف لاہور)

22؍ستمبر 2010ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت منکسر المزاج، حلیم الطبع، صابر و شاکر اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ کو قادیان میں اذان دینے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں نظمیں پڑھنے کا بھی موقعہ ملتا رہا۔ آپ ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے تایا زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے۔

(9) مکرم چوہدری محمد ثناء اللہ صاحب (دار الرحمت شرقی ربوہ)

13؍اکتوبر 2010ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

’’ریسرچ سیل‘‘ ایسی تمام کتب/ اخبارات و رسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/ مرتب/ مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت: ناشر/ طابع: تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع:

برائے رابطہ فون نمبرز: آفس: 0092476215953، Res:047614313،

فیکس نمبر: 0092476 211943 ، Mob: 03344290902

ای میل: tahqeeq@gmail.com, tahqeeq@yahoo.com, ayaz313@hotmail.com,

انچارج ریسرچ سیل۔ ربوہ

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

((صاحبزادہ) مرزا غلام احمد ۔ربوہ)

(چوتھی قسط)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک، محبت اور شفقت اور یگانگت کا ہوتا تھا کہ گھر کا ماحول حد درجہ خوشگوار ہوتا اور جیسا کہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے جنہوں نے پچیس سال کا طویل عرصہ حضور علیہ السلام کے گھر میں حضور کے زیر سایہ گزارا اپنے اس طویل عرصہ کے مشاہدہ پر بنیاد رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک آئیڈیل (Ideal) جوڑے کی ہونی چاہئے۔ بہت کم خاوند اپنی بیویوں کی وہ دلداری کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام اُمّ المومنین کی فرمایا کرتے تھے اور آپ کو لفظ تم سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اور ہندوستانی میں ہی اکثر کلام کرتے تھے۔ مگر شاذ ونادر پنجابی میں بھی۔ حالانکہ بچوں سے اکثر پنجابی بولا کرتے تھے۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 231)

حضرت امۃ الرحمان صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

''مَیں نے کبھی یہ بھی نہیں دیکھا کہ حضرت اُمّ المومنین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی بات پر خفا ہوئی ہوں بلکہ وہ ہمیشہ حضرت صاحب کا ادب کرتی رہی ہیں۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 408)

مائی امام بی بی مرحوم محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار بٹالہ کی بیوہ تھیں۔ میاں محمد اکبر صاحب سابقون الاولون میں سے تھے اور انہوں نے قادیان ہی میں وفات پائی تھی۔ ان کی وفات کے بعد امام بی بی حضرت اُمّ المومنین کی خدمت میں ہی رہیں۔ اکثر آپ کے ساتھ سفر وحضر میں رہنے کا موقعہ ملا۔ وہ بیان کرتی ہیں:

''ہم نے کبھی حضرت اُمّ المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ ابتدا میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔ شکر گزاری سے لے لیتیں۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 414-415)

اس مثالی مقدس جوڑے کے آپس کے تعلقات محبت اور پیار اور ایک دوسرے کے لئے نہایت درجہ لطف اور یگانگت اور عزت اور احترام پر مبنی ہوتے تھے اور یہ محبت اور پیار مہربانی اور مودّت اور عزت و احترام دونوں طرف سے تھا۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں ہر عورت کی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ اس کے دل میں اپنی سوکن کے لئے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ عورت ہر چیز برداشت کر سکتی ہے لیکن اپنی سوکن کے لئے اس کے دل میں کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ سوکن کا جلاپا مشہور ہے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت اماں جانؓ حضور علیہ السلام کی زوجہ اوّل سے ملنے جایا کرتی تھیں۔ ان کا خیال رکھتیں اور حتی المقدور اگر انہیں کوئی ضرورت ہوتی تو اسے پورا کرنے کی کوشش فرماتی تھیں اور جیسا کہ ذکر ہوا ہے بیماری میں ان کے لئے دوا بھی لے کر جاتی تھیں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحب رضی اللہ عنہا کی جب حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ سے شادی ہوئی تو چونکہ حضرت نواب صاحبؓ کے پہلی بیوی سے بچے موجود تھے اس لئے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ان کو خاص طور پر اپنے سوتیلے بچوں سے حسن سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اور اس ضمن میں خاص طور پر اپنا طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے۔''

(سیرت حضرت سید نصرت جہاں بیگم صفحہ 462)

اپنی سوکن سے اور اس کی اولاد سے حسن سلوک کرنے والی تو شاید کوئی اور خاتون بھی مل جائے لیکن خدا تعالیٰ سے ان کی بھلائی کے لئے دعائیں کرنا اور ان کو دل میں بھی اپنا یقین کرنا حضرت اماں جانؓ اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والی خواتین کا ہی خاصہ ہے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی لطیف تصنیف سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے بارہ میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے حضرت اماں جانؓ کے دل کی کیفیت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی منشاء کی خاطر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں اپنی مرضی چھوڑ ہی دی تھی۔ حضرت مولوی صاحب بیان فرماتے ہیں:

''حضرت کی زوجہ محترمہ آپ سے بیعت ہیں۔ اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہیں سخت سے سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انہیں حضرت کی دعا پر ہے کسی چیز پر نہیں۔ وہ ہر بات میں حضرت کو صادق ومصدوق مانتی ہیں۔ جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے۔ ان کے ایمان اور راسخ اعتقاد کا ایک بین ثبوت سنئے۔ عورتوں کی فطرت میں سَوت کا کیسا برا تصور ودیعت کیا گیا ہے۔ کوئی بھیانک قابل نفرت چیز عورت کے لئے سَوت سے زیادہ نہیں۔ عربی میں سَوت کو ضرہ کہتے ہیں۔ حضرت کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے۔ اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے۔ حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ نے بارہا رو رو کر دعائیں کی ہیں۔ اور بارہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال و ابطال ہو۔ ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں۔ آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا سَوت کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جائیں خواہ میں ہلاک کیوں نہ ہو جاؤں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 31-32)

حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت جہاں حضرت اماں جانؓ کے دل کی حالت پر روشنی ڈال رہی ہے کہ کس طرح آپ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کے پورا ہونے کے لئے حریص تھیں اور اس کے لئے دعائیں کرتی تھیں۔ وہاں یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کی ایک خصوصیت پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو کس قدر قدردان دل سے نوازا تھا کہ حضور نے ایک بات جو تنہائی میں آپ کی حرم محترم نے آپ سے کی تھی جس سے آپ کی حرم محترم کی ایک خوبی سامنے آتی تھی کی قدردانی فرمائی اور اس کا بیان اپنے اصحاب کے سامنے بھی کیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو حضور علیہ السلام کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے سات آٹھ برس کے تھے کہ بیمار ہوئے قضاءِ الٰہی سے ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کا جب انتقال ہوا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ میں موجود تھا۔ فرمایا کہ لڑکے کی حالت نازک تھی۔ اس کی والدہ نے مجھ سے کہا کہ آپ ذرا اس کے پاس بیٹھ جائیں۔ مَیں نے نماز نہیں پڑھی، مَیں نماز پڑھ لوں۔ فرمایا کہ وہ نماز میں مشغول تھیں کہ لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ مَیں ان خیالات میں پڑ گیا کہ جب اس کی والدہ لڑکے کے فوت ہونے کی خبر سنے گی تو بڑا صدمہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے سلام پھیرتے ہی مجھ سے پوچھا کہ لڑکے کا کیا حال ہے؟ مَیں نے کہا کہ لڑکا تو فوت ہو گیا۔ انہوں نے بڑے انشراح صدر سے کہا کہ الحمدللہ! مَیں تیری رضا پر راضی ہوں۔ ان کے ایسا کہنے پر میرا غم خوشی سے بدل گیا اور مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ تیری اولاد پر بڑے بڑے فضل کرے گا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت نمبر 1120 صفحہ 93)

حضور علیہ السلام کو آپ کے اس طرح صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی قضا پر راضی ہو جانے کی وجہ سے بہت خوشی ہوئی اور حضور نے اس بات کا تذکرہ اصحاب کی مجلس میں بھی کیا اور فرمایا:

''مجھے بڑی خوشی اس بات کی یہ ہے کہ میری بیوی کے منہ سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا ہے وہ یہی تھا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ کوئی نعرہ نہیں مارا کوئی چیخیں نہیں ماریں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 244)

پھر فرمایا: ''مبارک احمد کی وفات پر میری بیوی نے یہ بھی کہا ہے کہ 'خدا کی مرضی کو مَیں نے اپنے ارادوں پر قبول کر لیا ہے'۔ اس ابتلاء اور صدمہ کے موقعہ پر حضرت اماں جانؓ اور حضور کا صبر دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

''خدا خوش ہو گیا''۔

حضور فرماتے ہیں جب یہ الہام ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو اس نے سن کر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پروانہ کرتی۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 246)

میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار اور ہر بدمزگی سے پاک رکھنے کا یہ عجیب نسخہ ہے جو اس واقعہ کو پڑھنے سے ہمارے سامنے آتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی خوبی کی قدر کریں اور اپنی قدردانی کو صرف دل میں محسوس کر کے نہ رہ جائیں بلکہ اس کا اظہار بھی کریں تا کہ دوسرا فریق بھی یہ امر جان لے کہ اس کے رفیق حیات کے دل میں اس کے لئے قدردانی اور محبت کے جذبات موجزن ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضورؑ اور اماں جانؓ کا یہ رشتہ باہمی محبت اور احترام اور مودّت کا رشتہ تھا۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ایک بار مجھے یاد ہے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس سے کہا (ایک دن تنہائی میں الگ نماز پڑھنے سے پیشتر) کہ مَیں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے پہلے اٹھائے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: ''اور مَیں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور مَیں تم کو سلامت چھوڑ کر جاؤں۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 459-460)

حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحب رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جس سے اس باہمی تعلق محبت و مودت پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جانؓ بیمار تھیں اور حضرت اقدس تیمارداری فرماتے۔ کھڑے دوائی پلا رہے تھے اور حالت اضطراب میں اماں جانؓ کہہ رہی تھیں 'ہائے میں تو مر جاؤں گی آپ کا کیا ہے۔ بس اب مَیں مر چلی ہوں، تو حضرت نے آہستہ سے فرمایا 'تو تمہارے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے'، حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ مزید فرماتی ہیں: ''ایسی ایسی دل نوازی کی ہزاروں باتیں ہیں۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 394)

اسی قسم کا ایک واقعہ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل دین صاحب زمیندار کھاریاں نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا 'دُنیا میں رشتے تو بہت ہوتے ہیں مگر میاں بیوی کا رشتہ سب سے بڑا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں آپ کے ساتھ مروں'۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم رویت نمبر 1440)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان فرماتی ہیں:

''حضرت مسیح موعود کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی آپ میں واقع ہوئی۔ پھر مَیں نے آپ کو پُرسکون، مطمئن اور بالکل خاموش نہیں دیکھا۔ ایک بے قراری اور گھبراہٹ آپ کے مزاج میں باوجود انتہائی صبر اور ہم لوگوں کے دلداری کے خیال کے پیدا ہوگئی جو آج تک نہیں گئی۔ یہ معلوم ہوتا ہے اس دن سے آپ دنیا میں ہیں بھی مگر نہیں بھی اور ایک بے چینی سی ہر وقت لاحق ہے جیسے کسی کا کچھ کھو گیا ہو۔ اس سے زیادہ میں اس کیفیت کی تفصیل نہیں بیان کر سکتی۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 460)

لیکن اس اضطراب اور بے چینی کے باوجود جس کا تذکرہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے فوری بعد آپ کی کیا کیفیت تھی، اس کے بارے میں مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جو خلافت ثانیہ کے قیام پر جماعت مبائعین سے علیحدہ ہو گئے تھے حضور کی وفات پر تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے تو

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

حضرت اُمُّ المومنین نے اس وقت وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے انسان حضرت اقدس کی قوت قدسی کا اندازہ اچھی طرح سے کر سکتا ہے۔ہم سب چھ سات گھنٹے حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔اُمُّ المومنین برقعہ پہنے خدمت والا میں حاضر رہیں اور کبھی سجدہ میں گر جاتیں اور بار بار یہی کہتی تھیں کہ ”اے حی وقیوم خدا۔اے میرے پیارے خدا اے قادر مطلق خدا۔اے مُردوں کے زندہ کرنے والے خدا تو ہماری مدد کر۔اے وحدہ لاشریک خدا۔اے خدا میرے گناہوں کو بخش۔میں گنہگار ہوں اے میرے مولیٰ میری زندگی بھی تو ان کو دیدے۔میری زندگی کس کام کی ہے۔یہ تو دین کی خدمت کرتے ہیں۔میری زندگی بھی ان کو دیدے“۔بار بار یہ الفاظ آپ کی زبان پر تھے کسی قسم کی جزع فزع آپ نے نہیں فرمائی اور آخر میں جبکہ انجام بہت قریب تھا۔آپ نے فرمایا:

”اے میرے پیارے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں۔ مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو اور کئی بار یہ کہا اور جب آخر میں یٰسین پڑھی گئی اور دم نکل گیا تو اندر مستورات نے رونا شروع کیا۔مگر آپ بالکل خاموش ہو گئیں اور ان عورتوں کو بڑے زور سے جھڑک دیا اور کہا کہ میرے تو خاوند تھے جب میں نہیں روئی تم کون رونے والی ہو۔ایسا صبر و استقلال کا نمونہ ایک ایسی پاک عورت سے جو کہ ایسی ناز و نعمت میں پلی ہوئی ہو اور جس کا ایسا بادشاہ اور ناز اٹھانے والا خاوند انتقال کر جائے ایک اعجاز ہے۔اسی طرح صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنا پورا صبر اور استقلال کا نمونہ دکھایا اور ہر طرف سے سوائے حی وقیوم کے الفاظ کے اور کوئی آواز نہ آتی تھی۔ یہ سارا نقشہ حضرت اقدس کی قوت قدسیہ کا اندازہ کرنے کے لئے ایک انصاف پسند آدمی کے لئے کافی ہے۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ؓ صفحہ 388-389)

جیسا کہ ظاہر ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ باہمی محبت اور مؤدّت کا رشتہ ہے اور اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ خاوند کے عزیز و اقارب اور ان کا عزت و احترام بیوی کو عزیز ہو اور یہی کیفیت دوسری طرف ہو کہ بیوی کے اعزہ خاوند کے لئے قابل احترام ہوں تب ہی یہ رشتہ مثالی کہلا سکتا ہے۔

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا حضور کی زوجہ اوّل اور ان کے بیٹوں کے ساتھ حسن سلوک اور دل سے ان کی خیر خواہی کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔حضور کے دیگر اعزہ و اقارب کے ساتھ بھی اماں جان ؓ کا یہی روّیہ اور یہی سلوک تھا۔اور باوجود اس کے کہ ابتدا میں حضور کے اقارب کا روّیہ اماں جانؓ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔چنانچہ حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں کہ انہیں حضرت اماں جانؓ نے بتایا کہ: ”جب تمہارے ابا مجھے بیاہ کر لائے تو یہاں سب کنبہ سخت مخالف تھا (اس وقت تک شادی کی ہی وجہ سے غالباً) دو چار خادم مرد تھے اور پیچھے سے ان بیچاروں کی بھی گھر والوں نے روٹی بند کر رکھی تھی گھر میں عورت کوئی نہ تھی“۔اماں جانؓ کے ساتھ دلّی سے آئی ہوئی ایک خادمہ تھی جو یہاں کسی کی زبان نہ سمجھتی تھی اور نہ ان کی بات کوئی سمجھ سکتا تھا۔“

لیکن جلد کچھ عرصے کے بعد ہی اماں جانؓ کے حسنِ سلوک سے دونوں گھروں میں آنا جانا شروع ہو گیا اور باوجود اس کے تائی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی کی بیوہ اپنی مرضی کے خلاف کسی کو اور کسی بات کو برداشت کرنے کی عادی نہ تھیں۔اور ہر ایک کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہتی رہتی تھیں اور اپنی عادت کے مطابق وہ حضرت اماں جانؓ کے بارے میں بھی اعتراض کے رنگ میں کچھ نہ کچھ کہتی تھیں۔ لیکن اماں جانؓ ہنس کر ٹال جاتی تھیں اور دونوں گھروں میں تعلقات اس حد تک آ گئے تھے کہ حضرت اماں جانؓ کی بڑی صاحبزادی عصمت دن کا بیشتر وقت حضور کی زوجہ اوّل کے پاس گزارتی تھیں اور انہیں بڑی امّاں کہتی تھیں۔

حضرت قاضی محمد اکمل صاحبؓ کی اہلیہ استانی سکینۃ النساءؓ صاحبہ جن کو ایک لمبا عرصہ حضرت اماں جان ؓ کو دیکھنے کا موقعہ ملا حضور کے رشتہ دار جو حضور کے مخالف بھی تھے کے ساتھ تعلقات کے بارہ میں لکھتی ہیں:

”حضرت اُمُّ المومنین مدظلہا کا اپنے سسرال والوں سے سلوک نرمی و محبت عزت و احترام کا برتاؤ اکثر مخالف مغلوں کی بیگمات نے بھی آپ کا حسن سلوک اور نیک برتاؤ دیکھ کر ہمیشہ اماں جان یا بیوی صاحبہ کر کے سراہا اور سب بیگمات مُریدوں کی طرح آپ کا عزت و احترام کرتیں۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 395)

چنانچہ تعلقات روز بروز بہتر ہوتے رہے تا آنکہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے موقعہ پر حضور کے جملہ خاندان نے حضور سے تعلقات منقطع کر لئے۔

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بھی حضرت اماں جان ؓ کا خصوصی طور پر شفقت اور محبت کا سلوک ہوتا تھا۔

حضرت اماں جی صغریٰ بیگم حرم حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے بارے میں تحریر کرتی ہیں:

”میری شادی کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمُّ المومنین حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے ساتھ برات میں گئے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر اس وقت تقریباً چھ ماہ کی ہو گی۔شادی کے دو تین دن کے بعد حضرت اُمُّ المومنین کی موجودگی میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت ہوئی۔میری بیعت شہزادہ حیدر کے مکان میں ہوئی تھی۔حضرت اُمُّ المومنین نے میری بیعت پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور مٹھائی بھی تقسیم کی۔

”مَیں اپنے شوہر حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ساتھ جموں چلی گئی اور حضرت اُمُّ المومنین کچھ دنوں لدھیانہ میں ہی ٹھہری رہیں کیونکہ حضرت میر ناصر نواب ان دنوں لدھیانہ میں ملازم تھے۔مَیں جب جموں سے واپس آئی تو قادیان بھی آئی۔اماں جان نے مجھے اپنے گھر اتارا۔اپنا سارا زیور اور لباس مجھے پہنایا۔مجھے ان کا یہ حسن اخلاق کبھی اور کسی وقت نہیں بھولتا۔“

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمُّ المومنین سیالکوٹ تشریف لے گئے۔میر حسام الدین صاحب کے مکان پر اترے ہوئے تھے اور مَیں ان دنوں مولوی صاحبؓ کے پاس جموں میں تھی۔حضرت اُمُّ المومنین نے بھاگ بھری نائن کو میرے لئے بہت سے تحفے اور کپڑے دے کر جموں بھیجا کہ مجھے وہاں سے بُلا لائے۔مگر حضرت خلیفہ اوّلؓ ان ایام میں کشمیر گئے ہوئے تھے اس لئے مَیں حاضر نہ ہو سکی۔

”حضرت اُمُّ المومنین نے جس نگاہ سے مجھ کو پہلے دن دیکھا اسی نگاہ سے آج تک دیکھتی ہیں اور ہمیشہ بڑی بہو کے لقب سے پکارا۔نیک اور مادرانہ سلوک فرمایا۔مجھے ہر تنگی اور ترشی میں اپنے پاس رکھا کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا۔ چنانچہ اب تک حضرت اماں جان میرے پاس خود تشریف لاتی ہیں اور باوجود بیماری کے میرا احساس رکھتی ہیں۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ؓ صفحہ 287-288)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اور ان کے صاحبزادے محمود عرفانی صاحب نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی سیرت میں بہت سے واقعات جمع کر دیئے ہیں جن سے آپ کے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ سے سلوک کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں ان کے لئے کس قدر شفقت اور محبت تھی۔قادیان میں آپ احمدی گھرانوں اور خاص کر صحابہ کرام کے گھروں میں جاتی رہتی تھیں اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرتیں۔اور ان کے دکھ درد اور خوشی میں شریک ہوتی تھیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک ماں اپنے بچوں کے دکھ درد اور خوشیوں میں شریک ہوتی اور ان کے غم پر تکلیف اور خوشی کے موقعہ پر خوش ہوتی ہے۔ یہ بات صرف قادیان میں بسنے والے صحابہ تک محدود نہ تھی بلکہ قادیان سے باہر بھی جہاں آپ تشریف لے جاتیں وہاں آباد صحابہ کرام یا ان کے بیوی بچوں کے گھروں میں ضرور تشریف لے جاتی تھیں۔چنانچہ میاں غلام محمد اختر صاحب لاہور میں رہائش پذیر تھے اور کئی دفعہ حضرت اماں جانؓ لاہور ان کے گھر ٹھہرتی تھیں۔وہ تحریر کرتے ہیں:

”ایک خاص وصف جو میرے مطالعہ میں آیا وہ یہ ہے کہ جب کبھی بھی آپ قادیان سے باہر تشریف لے جاتی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے گھر والوں سے بھی ضرور ملاقات فرماتی ہیں۔واپسی پر خواہ چند لمحوں کیلئے ہی ہو سب کے گھر خواہ عرف عام کے لحاظ سے غریب ہوں یا امیر اپنے ملاقاتیوں سے ملتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے گھر والوں سے خاص طور پر محبت رکھتی ہیں۔“(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ؓ صفحہ 444)

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

جامعہ احمدیہ گھانا کے طلباء کا وقف عارضی

(رپورٹ: حمید اللہ ظفر۔ پرنسپل جامعۃ المبشرین۔ گھانا)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اس کا احسان ہے کہ حسب سابق 2010ء میں بھی 46 طلباء جامعہ احمدیہ گھانا سالانہ امتحانات کے بعد ماہ دسمبر میں 2 ہفتوں کے لئے وقفِ عارضی پر ملک کے مختلف ریجنز میں بھجوائے گئے۔ الحمدللہ۔وقف عارضی کی مساعی کی رپورٹ بغرضِ دُعا احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔

عرصہ وقف عارضی:

وقف عارضی کے لئے امسال جامعۃ المبشرین گھانا سے چھیالیس (46) طلباء 2 دسمبر تا 17 دسمبر 2010ء گھانا کے مختلف ریجنز میں بھجوائے گئے۔

وقف عارضی کرنے والے طلبہ مع ریجنز:

امسال جن چھیالیس (46) طلباء نے وقف عارضی کی ان کے ریجنز کی تفصیل یوں ہے: سنٹرل ریجن میں بیس (20) طلباء۔گریٹر اکرا ریجن میں تین (3)۔اپر ایسٹ ریجن میں دو (2)۔اپر ویسٹ ریجن میں چھ (6)۔ ناردرن ریجن میں ایک (1)۔ برانگ اہافو ریجن میں تین (3)۔اشانٹی ریجن میں سات (7)۔ ایسٹرن ریجن میں دو (2) اور ویسٹرن ریجن میں دو (2) طلباء نے وقف عارضی کرنے کی توفیق پائی۔

فارمز وقف عارضی کی فراہمی و رپورٹ:

طلباء جامعہ کو جانے سے قبل ایک رپورٹ فارم مہیا کیا گیا تھا کہ وہ واپسی پر اس رپورٹ فارم کو پر کر کے اور وہاں کے مبلغ سلسلہ سے تصدیق کروا کے ساتھ لائیں جو خدا کے فضل سے طلباء نے جمع کروا دیئے ہیں ان فارمز کے مطابق مجموعی رپورٹ درج ذیل ہے:

۞......درس القرآن:

وقف عارضی میں شامل ہونے والے تمام طلبہ نے کل چار صد پندرہ (415) درس القرآن دیئے۔

۞......درس حدیث:

وقف عارضی میں شامل ہونے والے تمام طلبہ نے کل تین صد اٹھاون (358) درس الحدیث دیئے۔

۞......باجماعت نماز: طلباء کی مساعی سے چھ صد چورانوے (694) احمدی احباب کو باجماعت نماز کا عادی بنایا گیا۔

۞......جلسے:

اس عرصے میں طلباء کی کوشش سے کل چوبیس (24) جلسے منعقد ہوئے جن میں ایک ہزار پینتالیس (1045) احمدی احباب اور دو صد تیرہ (213) غیر از جماعت دوست شامل ہوئے۔

۞......تربیتی وزٹ:

اس عرصے میں طلباء نے ایسے دو صد ستاون (257) احمدی احباب سے ملاقات کی جو جماعتی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے رہے تھے اور ان کو وزٹ کیا اور ان کو سستیاں دور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۞......تعلیم القرآن کلاسز:

کل طلبہ میں سے اڑتیس (38) طلباء نے تعلیم القرآن کلاسز کا اہتمام کروایا جن میں مجموعی طور پر چار صد آٹھ (408) اطفال؛ تین صد گیارہ (311) خدام؛ دو صد گیارہ (211) انصار؛ ایک صد سینتیس (137) لجنہ اماء اللہ اور ایک صد اکہتر (171) ناصرات نے حصہ لیا۔

۞......تبلیغی مساعی:

تمام طلباء نے تبلیغی مساعی میں اپنی اپنی جماعت میں میسر وسائل کے ذریعے حصہ لیا اور خدا کے فضل سے بیس (20) بیعتیں کروانے کی توفیق پائی۔الحمدللہ۔

۞......نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک:

طلباء نے اس عرصہ میں سات صد چودہ (714) احباب جماعت کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کی جن میں سے اکسٹھ (61) احباب نے وصیت کرنے کی توفیق پائی۔

۞......دیگر مساعی:

مندرجہ بالا کاموں کے علاوہ طلباء نے مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیا۔جن میں چار جماعتوں میں باجماعت نماز تہجد، ایک جماعت میں کلوا جمیعا، دو جماعتوں میں ہسپتال کے مریضوں کی عیادت، دو جماعتوں میں پکنک، ایک جماعت میں چیف سے مل کر جماعتی تعارف و لٹریچر دینا، ایک جماعت میں غیر از جماعت دوستوں سے ملاقات اور تبلیغ و لٹریچر دینا، ایک جماعت کے قبرستان میں جا کر دعا کرنا، ایک وقار عمل اور ایک جماعت میں بزرگ احمدی احباب سے ملاقات شامل ہیں۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ وقف عارضی میں حصہ لینے والے تمام طلباء کو بہترین جزاء سے نوازے اور باعمل علماء بنائے۔آمین

۞۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ زمبابوے کے تیسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: عبدالواسع عابد۔ مبلغ زمبابوے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ زمبابوے کو مورخہ 12؍دسمبر 2010ء کو پنا تیسرا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ جلسہ کا انتظام مسجد کے احاطہ میں مارکی لگا کر کیا گیا۔ مسجد کے ماحول کو صاف رکھنے کے لئے لجنہ، خدام، انصار اور اطفال وناصرات نے بھرپور حصہ لیا۔ جلسہ کے انتظامات کے لئے مرکزی طرز پر شعبے بنائے گئے۔ جلسہ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔ بعد نماز فجر درس قرآن کریم ہوا۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز 9:45 بجے صبح لوائے احمدیت اور زمبابوے کا قومی پرچم لہرانے سے ہوا۔ خاکسار نے لوائے احمدیت اور مکرم یوسف ابونی صاحب نائب امیر وافسر جلسہ سالانہ نے قومی پرچم لہرایا۔ اور بوتسوانا کا قومی پرچم مکرم حسین نپانی صاحب جنرل سیکرٹری نے لہرایا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ تلاوت کے بعد سب احباب نے کھڑے ہو کر خلافت سے وابستگی کا عہد دہرایا۔ یہ عہد انگریزی اور مقامی زبان میں دہرایا گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش ہوا۔

اس جلسہ میں خاکسار نے ''جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد اور تاریخی پس منظر'' بیان کیا جس کے بعد جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ نیشنل سیکرٹری تعلیم نے بیان کی۔

تیسری تقریر مکرم حسین پٹانی صاحب نیشنل صدر خدام الاحمدیہ نے ''امام مہدی کا ظہور'' کے موضوع پر کی۔

اس جلسہ میں مہمان خصوصی جناب کریمن زیرا صاحب (Kariman Zira) گورنر ھدریٰ میٹروپولیٹن تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں ہمارے ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کو بہت سراہا۔ انہوں نے کہا کہ مذہب روحانی تسکین کا سامان کرتا ہے جبکہ حکومت جسمانی حفاظت کا۔ ان کی تقریر کے بعد ان کو قرآن کریم اور دوسری کتب تحفہ کے طور پر دی گئیں۔

اس سیشن کی آخری تقریر ''جماعت احمدیہ میں نظام خلافت'' کے موضوع پر مکرم محمد اسلم موکواٹی صاحب کی تھی۔

دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم یوسف انوبی صاحب نائب امیر نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے موصولہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ اور اس کا مقامی زبان شونا میں ترجمہ بھی کیا گیا۔

اس سیشن میں مہمان خصوصی جناب گفٹ زی روٹ (Mr.Gift Dzirutwe) صاحب تھے جو کہ ہماری مسجد کے علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ انہوں نے ہمارے ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ ان کے دل میں اسلام کے بارہ میں خیالات کچھ مختلف تھے لیکن یہاں آ کر بدل گئے ہیں کیونکہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے کہ اسلام ایک پرامن مذہب ہے۔

ایک غیر از جماعت عالم شیخ محمد عمر صاحب نے اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ مسلمان ہے۔

زمبابوے یونیورسٹی کے ایک لیکچرار بھی تشریف لائے تھے انہوں نے بھی جماعت احمدیہ کی مساعی کو سراہا۔

دوسرے اجلاس میں پہلی تقریر ''اسلام میں عورت کے حقوق'' پر مکرم یوسف انوبی صاحب کی تھی جس کے بعد اختتامی دعا سے پہلے تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ جس کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی۔ جس میں حاضرین نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ خاکسار نے اپنی اختتامی تقریر میں سب احباب کا اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ پر نمائش کا بھی اہتمام تھا جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔

امسال جلسہ میں کل حاضری 245 رہی جس میں 15 غیر از جماعت شامل تھے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ جلسہ ہمارے لئے بابرکت کرے اور شاملین کو اس کی برکات سے حصہ وافر عطا کرے۔ آمین

جماعت احمدیہ ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) کی مختلف تبلیغی مساعی

(رپورٹ: حامد کریم محمود مبلغ ہالینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہالینڈ کے سب سے بڑے شہر ایمسٹرڈیم میں جماعت احمدیہ کو ایک بہت خوبصورت مرکز عطا ہوا ہے جس کا نام حضور انور نے بیت المحمود عطا فرمایا ہے۔

ایمسٹرڈیم کے ریجن میں تین جماعتیں ہیں۔ 17؍نومبر 2010ء کو بیت المحمود میں صبح ساڑھے دس بجے نماز عید الاضحیٰ ادا کی گئی۔ بیت المحمود کے دونوں ہال احباب وخواتین سے پُر تھے۔ خاکسار نے نمازِ عید پڑھائی اور بعد میں ڈچ اور اُردو دونوں زبانوں میں خطبہ دیا۔

ہالینڈ کے ایک نیشنل اخبار Het Parool کی اخباری نمائندہ فوٹوگرافر کے ساتھ تشریف لائیں۔ اور تین چار احباب سے تفصیلی انٹرویو بھی لیا۔ 18؍نومبر کو ایک بہت بڑی رنگین تصویر اور جماعت کا تفصیلی تعارف قربانی کی حقیقت پر مشتمل اخبار میں شائع ہوا۔ یہ اخبار پورے ہالینڈ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح لاکھوں افراد تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔

ایمسٹرڈیم کے ریجن میں احمدی احباب نے 12 قربانیاں جانوروں کی ادا کیں۔ اور سنتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہوئے خداتعالیٰ کی رضا کے لئے یہ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح خداتعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے سلسلہ میں اور عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے جماعت Amstelveen نے گیارہ ہزار سات سو پچاس (11.750) جماعتی تعارفی فولڈرز تقسیم کئے۔

27 نومبر 2010ء جماعت Amstelveen نے فلسفہ حج اور طریقہ حج کے بارہ میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا۔ اس مقصد کے لئے ایک ہال کرائے پر لیا گیا۔ مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ نے اس پروگرام کی صدارت کی۔ تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حج کے بارہ میں ایک تقریر کی گئی۔ اس کے بعد خاکسار نے اپنے سفر حج کے بارہ میں تاثرات تفصیلاً بیان کئے۔ اس کے بعد سوال جواب کا سیشن ہوا۔ مہمانوں نے بہت دلچسپی سے سوال کئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اسلام کا نام اہالیانِ ہالینڈ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے

جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام یوم تبلیغ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: چوہدری شاھد محمود کاھلوں۔ مبلغ سلسلہ ناروے)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے کہ سال میں کم از کم ملک کی دس فیصد آبادی تک جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر پہنچایا جائے۔ اس ہدایت کے پیش نظر جماعت احمدیہ ناروے نے یہ منصوبہ بنایا کہ ناروے کے شمال سے جو دُنیا کا انتہائی کنارہ ہے اس کام کو شروع کیا جائے۔ چونکہ وہاں پر لوگ ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر رہتے ہیں اس لئے ہر گھر تک خود یہ لٹریچر پہنچانا مشکل امر تھا۔ اس وجہ سے پروگرام ترتیب دیا گیا کہ وہاں کی تین لاکھ آبادی تک ڈاک کے ذریعہ سے لٹریچر پہنچایا جائے۔ اس کے لئے محکمہ ڈاک کے تعاون سے معاملات کو طے کیا گیا۔ لٹریچر کو خدام الاحمدیہ کے تعاون سے مسجد میں مطلوبہ تعداد میں اور ڈاک خانہ کے تقاضوں کے مطابق بنڈلز کی صورت میں باندھا گیا اور ایک گاڑی کے ذریعہ ڈاک خانہ تک پہنچایا گیا۔ یہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار پمفلٹ 23 اور 24 نومبر کو اتنے ہی گھروں میں تقسیم ہوا جو ایک اندازے کے مطابق تین لاکھ افراد تک پہنچا۔

اس کے علاوہ جماعت احمدیہ ناروے نے احبابِ جماعت میں تبلیغ کے جذبے کو اُجاگر کرنے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے اس سال دو دفعہ یوم تبلیغ منانے کا پروگرام بنایا۔ پہلا یوم تبلیغ 19؍جون کو منایا گیا۔ جس میں مختلف شہروں میں سٹال لگائے گئے اور ایک ورق پر مشتمل جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر تقریباً 15 ہزار لوگوں تک پہنچایا گیا۔

جبکہ دوسرا یوم تبلیغ 20؍نومبر 2010ء کو کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے کی زیر ہدایت شعبہ تبلیغ نے خاکسار اور فیصل سہیل صاحب کی معاونت سے اس کے لئے جامع پروگرام بنایا۔

اس موقع پر 60 مختلف مقامات پر تبلیغی سٹال لگانے کیلئے لوکل گورنمنٹ کو درخواستیں بھجوائی گئیں۔ اور یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ان مقامات پر تبلیغی سٹال لگائے جائیں اور اگر اجازت نہ ملے تو گھوم پھر کر جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر تقسیم کیا جائے۔ ان مقامات کو مختلف لوکل جماعتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور یہ ہدایت دی گئی کہ جماعت کے ہر ممبر کو تبلیغ کے کام میں شامل کیا جائے۔ 20؍نومبر کو ناروے میں ٹمپریچر نقطہ انجماد سے نیچے تھا اور شدید سردی کی لہر تھی۔ اس کے باوجود ممبران جماعت نے بڑھ چڑھ کر اس تبلیغی کام میں حصہ لیا۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے دُور دراز کے علاقوں میں نکلے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 20؍نومبر کے دن تقریباً 25 ہزار کی تعداد میں تعارفی لٹریچر نارو یجین لوگوں تک پہنچایا گیا۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

مغربی کینیا (مشرقی افریقہ) میں کرورنجے (Kurowunje) کے مقام پر مسجد ''بیت الطاہر'' کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیا کو کینیا کے مغربی علاقہ کی Kombiwa ڈویژن میں کرورنجے کے مقام پر ایک اور خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ اس جماعت کا قیام 04-2003ء میں ہوا تھا۔ اس علاقہ میں کرایہ کے ایک مکان میں نماز سینٹر بنایا گیا تھا۔ اس علاقہ کی قریب ترین مسجد بھی آٹھ کلومیٹر دور تھی جو کہ طوفان کی زد میں آ کر اپنی چھت کھو بیٹھی تھی اور اب ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس علاقہ میں بھی اپنی مسجد ہو۔ چنانچہ 2006ء میں ایک پلاٹ خریدا گیا اور امسال مارچ میں مسجد اور مربی ہاؤس کی تعمیر کا کام شروع ہوا جو ستمبر کے پہلے ہفتہ میں مکمل ہوئی۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد ایک نظم پیش ہوئی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا اور مسجد کی تعمیر کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر پر سب لوگوں کو مبارکباد دی اور ان کے تعاون پر شکریہ بھی ادا کیا۔ اور بتایا کہ اب یہاں کے سب مسلمان بشمول احمدیوں کے باجماعت نماز مسجد میں ادا کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے بعد خلیفۂ وقت کے بھی شکرگزار ہیں۔

اس کے بعد اس علاقہ میں کیتھولک چرچ کے انچارج فادر فوٹا اٹینو (Futa Otieno) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر کو خوش آئند قدم قرار دیا اور کہا کہ اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا اور امن کے قیام میں مدد ملے گی۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر اور پولیس کمشنر سمیت دیگر کئی افسران نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا جس میں مسجد کی تعمیر کے مقاصد اور مسلم معاشرہ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کے ممبران کو تلقین کی کہ اس مسجد کو آباد کریں اور باقاعدہ نمازوں کے ساتھ اس علاقہ کے لوگوں تک پیغام حق پہنچائیں۔ بعدہٗ مکرم امیر صاحب دیگر مہمانوں کے ساتھ مسجد کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اور مسجد کی دیوار پر آویزاں تختی کی نقاب کشائی کرنے کے بعد فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے مسجد کے احاطہ میں پودے لگائے جس کے بعد حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اس مسجد کا مسقّف حصہ 15x25 فٹ ہے۔ جس کے سامنے 15x6 فٹ کا برآمدہ ہے۔ اس کے آگے ایک بڑا صحن ہے جس کے گرد چار فٹ اونچی چار دیواری ہے اور گیٹ لگا کر اسے محفوظ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ دو کمروں کا ایک معلم ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ معلم ہاؤس کے چھت کے ساتھ پائپ لگا کر بارش کے پانی کو محفوظ رکھنے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں پانی کی فراہمی کے لئے ایک کنواں کھدوانے کا پروگرام بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر بہت بابرکت فرمائے۔ اور اس کو مخلص اور عبادتگزار بندوں سے بھر دے اور اس علاقہ میں یہ امن کا گہوارہ بن جائے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے شہید
محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر جماعت ضلع میرپورخاص کو 8 ستمبر 2008ء کی دوپہر اُن کے ہسپتال ''فضل عمر کلینک'' میرپورخاص میں دو شرپسندوں نے گولیاں مار کر شہید کردیا۔

آپ کو بطور امیر ضلع میرپورخاص کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ میں قائد علاقہ حیدرآباد اور نگران صوبہ سندھ کے طور پر بھی خدمات کا موقع ملا۔ آپ کو مجلس تحریک جدید ربوہ اور مرکزی منصوبہ بندی کمیٹی صدر انجمن احمدیہ کے رکن ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ المہدی ہسپتال مٹھی کے میڈیکل بورڈ اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن میرپورخاص کے صدر تھے۔ دعوت الی اللہ کا خاص شوق تھا اور مختلف وفود مرکز خود بھی لے کر آتے رہے اور اپنی نگرانی میں بھی بھجواتے رہے۔ آپ کے والد مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب بھی چالیس سال تک امیر ضلع میرپورخاص اور ڈویژنل امیر حیدرآباد رہے تھے۔ تقسیم پاکستان کے بعد جب آپ ہجرت کرکے پاکستان آئے تو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اپنے مستقبل کے بارے میں راہنمائی کی درخواست کی۔ جس پر حضورؓ نے آپ کو میرپورخاص سندھ چلے جانے کی ہدایت کی۔

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب اپنے والدین کی شادی کے گیارہ سال بعد مارچ 1962ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ نے سندھ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کی تعلیم حاصل کی اور 1988ء میں مزید تعلیم کیلئے امریکہ چلے گئے جہاں سے تھامس جیفرسن یونیورسٹی فلاڈیلفیا سے 1990ء تک الٹرا ساؤنڈ ٹریننگ حاصل کی۔ 1991ء تا 1995ء انٹرنل میڈیسن میں پوسٹ گریجوایشن کی تعلیم مکمل کی اور 1998ء میں امریکن بورڈ آف انٹرنل میڈیسن کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے وہاں ہی ملازمت کا پروگرام بنایا۔ آپ کے والد گرامی کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ان کو لکھا کہ میں نے آپ کو اس علاقہ کی خدمت کیلئے میڈیکل میں اعلیٰ تعلیم دلوائی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ہم یہاں بیٹھے ہیں، ہم نے یہاں ہی خدمت کرنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ آپ اپنے والد صاحب کی اس نصیحت اور خواہش کو پورا کرنے کے لئے امریکہ سے میرپورخاص تشریف لے آئے۔ اپریل 1998ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد ہسپتال کو سنبھالا اور اس ہسپتال کو ایک چھوٹے سے کلینک سے ترقی دے کر مکمل جدید ہسپتال بنادیا۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ آپ کے نانا تھے۔ آپ کی شہادت کے چند ہفتے بعد آپ کی والدہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ بھی وفات پاگئیں۔ مرحومہ تہجد گزار، دعاگو اور مہربان خاتون تھیں جو قریباً 37 سال بطور صدر لجنہ اماء اللہ میرپورخاص فرائض انجام دیتی رہیں۔ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شادی اپنی ماموں زاد محترمہ امۃالشافی صاحبہ بنت مکرم کریم احمد نعیم صاحب سے 1988ء میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دو بچے عزیزہ امۃالحیٔ صدیقی اور عزیزم اسامہ صدیقی عطا کئے۔ محترمہ امۃالشافی صاحبہ لجنہ اماء اللہ میرپورخاص کی صدر رہی ہیں۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کا احمدی احباب سے تو ہمدردی اور پیار کا تعلق تھا ہی، غیر از جماعت سے بھی بہت گہرے تعلقات اور روابط تھے۔ آپ کی وفات پر بلاتفریق ہر آنکھ اشکبار تھی۔ آپ کی شہادت کے بعد روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کی مختلف اشاعتوں میں متعدد مضامین میں آپ کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ذیل میں ایسے ہی بعض مضامین کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15؍نومبر 2008ء میں مکرم محمد عبدالماجد صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے تایازاد بھائی محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ 1948ء میں پاکستان آکر حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ سے ہدایت چاہی تو حکم ملا کہ آپ میرپورخاص سندھ چلے جائیں اور وہیں رہائش اختیار کریں۔ چنانچہ وہ حضورؓ کے پاس سے سیدھے ہی میرپورخاص چلے گئے۔ چند سال میونسپلٹی میں بطور ڈاکٹر کام کرتے رہے۔ 1950ء میں حضورؓ نے آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ کی بڑی صاحبزادی محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ سے کرادی۔ آپ نے اپنا ایک کلینک محلّہ ڈھولن آباد میرپورخاص میں شروع کیا اور اس کا نام حضور کے نام پر فضل عمر الیکٹرو ایکسرے کلینک رکھا۔

شادی کے بعد بھائی صاحب کے خطوط آتے رہے۔ اس وقت ہم لوگ حیدرآباد دکن میں رہتے تھے اور ہر خط میں والد محترم کو اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے۔ آخرکار 1962ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبدالمنان صدیقی کی ولادت ہوئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ تھی کہ میرے بھائی صاحب بھی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اور ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی بھی اپنے والدین کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ جب عزیزم عبدالمنان صدیقی نے انٹرنس کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا تو بھائی صاحب نے ان کو ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سندھ میڈیکل کالج کراچی میں داخل کرایا۔ اس زمانہ میں خاکسار کراچی میں رہائش پذیر تھا۔ بھائی صاحب نے مجھے ہدایت کی کہ اس بچہ کی دیکھ بھال کرتا رہوں۔ جب عزیزم عبدالمنان نے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کرلیا تو بھائی صاحب نے انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ بھجوادیا۔ عزیزم نے امریکہ میں دل کے امراض کی تعلیم حاصل کرلی۔ ان کا ارادہ بھی تھا اور ان کے قریبی رشتہ داروں نے بھی یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ امریکہ میں ہی پریکٹس شروع کریں مگر میرے بھائی نے اپنے صاحبزادے کو واپس میرپورخاص آنے کی ہدایت فرمائی کیونکہ ان کی صحت گر رہی تھی اور غالباً اپنی کلینک پر پوری توجہ نہیں دے پارہے تھے۔ انہیں اس نصیحت کا بھی بڑا پاس تھا جو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے آپ کو فرمائی تھی۔ عزیزم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی واپس میرپورخاص آگئے اور والد محترم کے کلینک کو سنبھال لیا اور اس کو دن بدن بہتر بناتے گئے۔ چونکہ وہ دل کے امراض کے ماہر تھے اس لئے اس کلینک کو ایک معیاری ہسپتال میں تبدیل کردیا جو طبی ضروریات کی ساری سہولتوں اور جدید آلات سے مزین تھا۔

اسی دوران عزیزم عبدالمنان صدیقی نے جماعتی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں۔ ان کے محترم والد کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے ان کو امیر جماعت ضلع میرپورخاص مقرر فرمایا۔ آپ اس عہدہ جلیلہ پر اپنی ذمہ داریوں کو نہایت محنت شاقہ، اخلاص اور لگن کے ساتھ احسن رنگ میں انجام دیتے رہے۔ ان کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے اور خدمت خلق کے پہلو سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ کیونکہ جس عمدہ طریق پر اپنی ہردو اہم ذمہ داریوں کو انجام دیا، یہ انہی کا حق تھا۔ ان کی بنیادی اہم صفت، ان کی ہمیشہ مسکراتی ہوئی شخصیت اور ان کی نرم ملائم طبیعت تھی۔ دوسرا خاص وصف ان کا انسانی ہمدردی اور خلق تھا۔

شہید کا جسد خاکی ہسپتال سے گھر لے جایا گیا۔ اس وقت تین ہزار سے زائد لوگ اشکبار آنکھوں اور غمزدہ دلوں کے ساتھ اپنے محسن اور پیارے کے دیدار کو حاضر ہوئے تھے۔ شہر کے اکثر بڑے زمینداروں، پولیس کے افسران بالا اور وہاں کے رہائشیوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اس کے علاوہ مقامی سیاستدان اور اخباری رپورٹرز بھی آئے ہوئے تھے۔ سندھ کے ایک اخبار کاوش نے سندھی میں عمدہ خبر کے ساتھ شہید کی تصویر بھی دی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍اکتوبر 2008ء میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب اپنے پیاروں میں منّوں بھائی کے نام کے ساتھ جانے پہچانے جاتے تھے۔ آپ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے شہید ٹھہرے۔ خاکسار سے موصوف کا تعلق گو پرانا نہیں تاہم گہرا ضرور تھا۔ ان کے نانا حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کی سوانح حیات مصنفہ کریم احمد نعیم کو جب خاکسار نے ترتیب دیا اور نوک پلک درست کرکے شائع کروائی تو یہ تعلق مزید آگے بڑھا۔

پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہونے کے باوجود جماعت کی خدمت کے لئے وقت دیتے۔ اپنے ہسپتال سے رات کو تھکے ماندے جب واپس آتے تو عموماً اپنے گھر جانے کی بجائے گھر سے ملحقہ مسجد میں آکر دفتری ڈاک نکالتے، کارکنان کو ہدایات دیتے، پھر گھر جاتے۔ یہی معمول دوپہر کو بھی تھا۔ حتیٰ کہ اگر یہ علم ہوتا کہ آج ہسپتال میں مصروف دن ہے تو علی الصبح جماعتی کام سرانجام دے جاتے۔ ہر جماعت اور ہر فرد جماعت سے ذاتی تعلق تھا ہر جماعت کا دورہ فرماتے۔ اکثر اوقات فجر کی نماز پر ساٹھ ستر میل کا فاصلہ طے کرکے قریبی جماعتوں میں چلے جاتے اور احباب جماعت کا حال احوال دریافت فرماتے۔ کوئی بھی احمدی کسی کام کے لئے حاضر ہوتا تو اُسے جانتے یا نہ جانتے اس کا کام ضرور کردیا کرتے تھے۔ آپ خود بھی اس امر کا اظہار کیا کرتے کہ خدا کی شان بھی کیا عجیب نرالی ہے کہ اگر کوئی احمدی کسی مشکل کے حل کے لئے خاکسار کے پاس آتا ہے اور مجھے اس کام کے لئے کسی افسر سے ملنا ہے تو متعلقہ افسر اس دن یا اس کے اگلے دن خود اپنے کسی کام کے لئے خاکسار سے ملنے آجاتا ہے اور میں باتوں باتوں میں احمدی دوست کی مشکل بھی بیان کردیتا ہوں۔

آپ اپنے عمل وتلقین کے ساتھ لوگوں کو قریب لاتے۔ آپ کی شخصیت کی وجہ سے لوگ مسجد کا رخ کرتے اور نمازی بن جاتے۔ دو احمدیوں کے درمیان اگر کسی بات پر جھگڑا ہوجاتا تو اس کو وہیں پر نپٹاتے۔ آپ کے اثر ورسوخ کی وجہ سے لوگ آپ کے فیصلہ کو قبول بھی کرلیتے تھے۔ احباب جماعت سے محبت ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ کی وفات پر ہر کوئی اپنے آپ کو یتیم محسوس کررہا ہے۔ نماز جنازہ پر جو وفد میرپورخاص سے آیا ہوا تھا، اُن میں سے ایک نے بتایا کہ میرے والدین حال ہی میں یکے بعد دیگرے وفات پاگئے ہیں۔ اُن کی وفات کی وجہ سے افسوس تو ضرور تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی وفات پر یوں لگ رہا ہے کہ میں آج یتیم ہوا ہوں۔ اسی طرح 80 سالہ ایک بزرگ، جو پوتوں نواسوں والا ہے، نے بھی اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

احباب جماعت بھی آپ سے بے لوث محبت کرتے تھے۔ 2006ء میں خاکسار جب میرپورخاص گیا تو مٹھی اور نگرپارکر کے دورہ کے دوران جماعتوں کے لوگ سڑکوں پر اکٹھے ہوگئے کہ آج یہاں سے امیر صاحب نے گزرنا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2؍نومبر 2009ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کے بارہ میں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

خوبیوں کا ایک پیکر ڈاکٹر عبدالمنان
اک فرشتہ بندہ پرور ڈاکٹر عبدالمنان
زاہد و عابد سراپا ، دین حق کا پاسباں
زینت محراب و منبر ڈاکٹر عبدالمنان

صاحبِ اموال و دولت اور عجز و انکسار
اک نگینہ خلق کا اہل سخا اہلِ صفا
اس جہانِ فانی کا شبیرؔ وہ انساں نہ تھا
اک جہانِ غیرفانی ہوگیا اس کو عطا

خلافت کے ساتھ آپ کا ادب و احترام کا رشتہ تھا۔ خلفاء کے ساتھ اگر آپ کو بے پناہ عقیدت تھی تو خلفاء کو بھی آپ کی قربانیوں کی وجہ سے پیار وانس تھا۔ اسی لئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا پیارا بھائی کہہ کر پکارا ہے۔ ہر جلسہ پر لندن تشریف لے جاتے اور جلسہ گاہ میں خیمہ لگا کر قیام فرمانے کو ترجیح دیتے۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرنے کو اپنے لئے شرف سمجھتے تھے۔ واقفین زندگی سے بہت پیار تھا۔ دورہ جات کے دوران اگر مربی سلسلہ ساتھ ہوتے تو ان کو فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے۔

دکھی انسانیت اور نادار مریضوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتے تھے۔ مٹھی ہر ماہ دوسرے جمعہ کو جاتے، میڈیکل کیمپ لگاتے اور مفت مریض دیکھتے۔ کسی کا تفصیل سے معائنہ کرنا ہوتا تو اسے اپنے ہسپتال بلاتے۔ ایسے مریض سے فیس نہیں لیا کرتے تھے بلکہ آنے کا کرایہ بھی ساتھ دے آتے۔ مٹھی سے واپسی پر تھکن کے باوجود نصرت آباد میں مکرم نواب مصطفیٰ خانصاحب کی قائم کردہ ڈسپنسری میں بھی مریضوں کو وقت دیتے۔ نگر پارکر بھی نومبائعین کے علاج معالجہ کے لئے جاتے اور جماعتی کاموں کا جائزہ لیتے۔

غریبوں کے علاج اور ان کو سہولیات بہم پہنچانے کا اس قدر احساس تھا کہ آپ نے اپنے ہسپتال میں بعض ایسے یونٹ بھی لگوائے کہ مریضوں کو دور دراز علاج کے لئے نہ جانا پڑے جیسے Dialysis Unit وغیرہ۔ غریب پروری کی صفت تو کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ غریب کی خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اگر کسی غریب کی وفات کا علم ہوجاتا تو اس کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ رقم بھجوادیتے۔

میرپورخاص میں آپکی بہت عزت تھی۔ سرکاری آفیسرز سے خوشگوار تعلقات تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور منجھے ہوئے عالم کی طرح دلائل کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ سوالات کا جواب دینے کے لئے کتب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ MTA کے دیوانے تھے اور سوال و جواب کی CDs حاصل کر کے سفر کے دوران سنتے۔ نڈر، دلیر اور جرأت مند تھے اور اللہ پر بھروسہ کا یہ عالم تھا کہ آپ کا یہ مقولہ عام تھا ''اللہ مالک اے''۔ قول و عمل میں یکسانیت تھی۔ جھوٹ قریب سے بھی نہ گزرتا۔ دودھڑوں میں انصاف کرنے کا خداداد ملکہ بھی حاصل تھا۔ بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے کھری اور صاف بات کہہ دیتے خواہ اس کو ناپسند ہی لگے۔ قول سدید کے پابند تھے۔ اپنی والدہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ میں جب میرپورخاص گیا ہوا تھا تو کچھ کھانا میرے ساتھ کھا کر اجازت لے کر چلے گئے کہ باقی کھانا والدہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا ہے وہ بھی انتظار کررہی ہوں گی۔ اہلیہ محترمہ کے ساتھ بھی معاشرتی تعلقات مثالی تھے۔ گھر میں ان کو سہولیات بہم پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے۔ گو آپ کی مسز مہمان نواز ہیں اور ہر وقت مہمانوں کا خیال رکھتی ہیں تاہم محترم ڈاکٹر صاحب ایسے اوقات میں جب خاص کوشش کر کے کھانا تیار کرنا ہوتا، مہمان کو ہوٹل سے کھانا کھلا دیتے تا اہلیہ کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/اکتوبر 2008ء میں مکرم قریشی فائق محی الدین عامر صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ عاجز 1974ء کی یورش کے ابتدائی ایام میں لاہور سے میرپورخاص آیا اور پھر یہیں کا ہورہا۔ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب سے تعلق مسلسل بڑھتا گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب ایک لمبا عرصہ ڈویژنل امیر رہے۔ اعلیٰ اقدار کی حفاظت اور خلافت احمدیہ سے والہانہ وابستگی بلکہ وارفتگی اس خاندان کا خاصہ ہے۔ آپ کی مربیانہ شفقت اور طرز تکلم مجھے بہت ہی پسند تھا۔ جماعتی اور نجی دوروں میں آپ اس عاجز کو ہمراہ لے جاتے اس طرح انہیں بہت قریب سے دیکھنے اور سننے کا اتفاق رہتا۔ بسا اوقات رات دیر گئے تک ہسپتال میں باتیں ہوتی رہتیں اور پھر رات وہاں بسر کرتے۔ مگر صبح فجر کی نماز اُس کے وقت پر ادا کرواتے۔ ایک بار فرمانے لگے ''ہمارے بزرگان عرصہ سے دکن میں آباد تھے۔ میرے ہوش سنبھالنے سے قبل ہی والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔ میری پرورش چچا جان نے کی۔ ابتدائی تعلیم کے اختتام پر چچا کہنے لگے کہ میاں سہرا باندھنے کی تیاری کرو۔ تو میں نے کہہ دیا کہ چچا جان ابھی اس میں دیر ہے۔ مجھے تو ڈاکٹر بننا ہے۔ چچا خاموش رہے۔ ایک روز میں نے بتایا کہ میں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا ہے۔ چچا حیران ہوئے۔ سقوط دکن سے قبل میں MBBS کر چکا تھا۔ پھر میں ربوہ چلا آیا اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں پیش ہوا آپ نے بے حد شفقت فرمائی اور مجھے حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے ہمراہ فضل عمر ہسپتال میں چند ماہ کام کرنے کا موقع ملا۔ چند ماہ بعد میں پھر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور ملازمت کرنا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ آپ نے مجھے تھرپارکر سندھ جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ سندھ میں ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے، غرباء کو علاج معالجہ میں بہت دشواری رہتی ہے۔ آپ وہاں خدمت خلق پر توجہ دیں۔ سو میں میرپورخاص چلا آیا اور جلد اپنی پریکٹس شروع کردی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کا سندھ میں قیام کا عرصہ 58 برس پر محیط ہے۔ اس علاقہ میں ایسی شہرت اور نیک نامی شائد ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ بلا امتیاز رنگ و نسل ہر قسم کے تعصب سے ہر دَور میں پاک رہنے والا یہ خاندان جس نے اپنے پرائے کی کبھی تفریق نہیں کی۔ دن رات امیر و غریب کی خدمت میں یکساں مصروف عمل رہا۔ دور دراز سے آئے ہوئے غریب لاچار اور بیکس مریضوں کی تشخیص علاج معالجہ اپنی گرہ سے ادویات فراہم کرنا، ان کی رہائش اور قیام و طعام بلکہ سفرخرچ بشاشت اور بہ رضا و رغبت انسانی ہمدردی اور خدا کی رضا کے لئے برسوں پیش کرتے رہے۔ ایک بار محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہم برسوں بے اولاد رہے۔ جماعت کے بعض احباب بڑے اخلاص سے مجھے دوسری شادی کیلئے رغبت دلاتے مگر میں نے کبھی کسی کی نہ سنی۔ میں اپنی بیگم صاحبہ اور ان کے خاندان کے اوصاف سے بخوبی واقف تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں اولاد عطا فرمائی۔

ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کے طالبعلمی کے زمانہ کا میں عینی شاہد ہوں۔ ان کی عادات و اطوار ہرگز رواجی بچوں جیسے نہ تھے بلکہ ایک خاص خاندانی وقار اور اعلیٰ اخلاق ان سے بچپن ہی میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اُن کو اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے یا ہلکی گفتگو کرتے کبھی نہیں سنا نہ دیکھا اور نہ کبھی ان کی شکایت کسی سے سنی۔ 1979ء میں انہوں نے گورنمنٹ شاہ عبداللطیف کالج میرپورخاص میں داخلہ لیا اور پھر 1982ء میں جناح میڈیکل کالج کراچی میں داخلہ لیا اور 1988ء میں ڈاکٹری کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اور اسی سال اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ روانہ ہوئے۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب داعیان الی اللہ پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ میرپورخاص کے نواحی علاقوں میں باقاعدگی سے وفود بھجواتے۔ خود بھی تشریف لے جاتے۔ مراکز نماز پر بغیر اطلاع پہنچ جاتے۔ جہاں سستی دیکھتے وہاں اُنہیں بیدار کرتے اور اس روز احباب کے ہمراہ ناشتہ اسی مرکز پر ہوتا۔ میٹنگز، مشاورت اور کام پوری توجہ اور انہماک سے کرتے۔ آپ اپنے جد امجد کے اوصاف حمیدہ میں جن دو صفات کا اضافہ فرما گئے ان میں سے ایک طبابت کا کمال ہے اور دوسری شہادت کا اعزاز۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم نومبر 2008ء میں مکرم نصیر احمد نجم صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کا برادرم مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب سے تعلق 35 سال پرانا ہے جب میں پڑھنے اور کام سیکھنے کے لئے میرپورخاص گیا اور ان کے ہاں ٹھہرا۔ تب یہ 12 سالہ بچے تھے۔ پیار کا یہ تعلق بڑھتے بڑھتے بھائیوں کے تعلق تک پہنچ گیا اور ہم دونوں فیملی ممبرز کی طرح رہنے لگے۔ بچپن سے ہی یہ نوجوان پارسا نیک پرہیزگار تھے۔

آپ جب امریکہ پڑھنے کے لئے گئے تو فون پر بات ہوتی رہتی۔ ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ آج امریکہ میں ایک مسجد کی تعمیر کی تحریک ہوئی ہے، میرے پاس جو پڑھائی کے لئے رقم تھی وہ میں نے آج اللہ کے گھر کے لئے جمع کروادی ہے۔ میں نے کہا: کچھ تو اپنی ضروریات کے لئے رکھ لینی تھی۔ آپ نے جواباً کہا ''اللہ مالک اے''۔ یہ آپ کا ایک محاورہ تھا جو آپ ہر مشکل کے وقت ادا کرتے تھے اور واقعتاً میں نے دیکھا کہ آپ کی یہ قربانی رنگ لائی اور خدا نے مالکیت کا ثبوت آپ کی زندگی کے ہر حصہ میں دیا۔

جلسہ سالانہ پر باقاعدگی سے لندن آتے اور مقام جلسہ میں ٹینٹ یا کیبن لے کر رہنے کو ترجیح دیتے تا خلیفہ وقت کی اقتداء میں نمازیں ادا ہوسکیں۔ آپ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔ جرمنی جلسہ پر آئے تو میری ڈیوٹی رہائش کے انتظام پر تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ مہمانوں کو اپنی رہائش گاہ تک پہنچنے کے لئے انتظار کرنا پڑتا ہے تو آپ نے خود ہی مہمانوں کو لانے اور لے جانے کا کام شروع کردیا جبکہ آپ خود بھی مہمان تھے اور تھکے ماندے سفر سے آئے تھے۔

آپ کے جنازہ پر جب جرمنی سے میرپور پہنچا تو آپکی والدہ محترمہ نے ایک خواب سنائی کہ آپ بچپن میں ایک خواب میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ ع

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند

اپنی والدہ کی بہت عزت کرتے۔ ان کی بات کو ٹوکا نہ کرتے تھے خواہ طبیعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہو اور والدہ بھی بحیثیت امیر ضلع آپ کو پوری عزت دیتی تھیں۔ ایک دفعہ میں خالہ محترمہ کے ہاں دعا کے لئے حاضر ہوا کہ دعا کروادیں۔ کہنے لگیں منّوں ہی کروائیں گے کیونکہ وہ امیر ہیں۔

طبیعت بہت سادہ تھی۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ بیٹھ جاتے عار نہ سمجھتے تھے۔ نادار مریضوں کا مفت علاج کرتے۔ ایک دفعہ ایک جیلر کا بچہ بیمار تھا۔ لاعلاج قرار دیدیا گیا تھا۔ آپ نے مکمل علاج کیا اور رقم نہ لی۔ مربیان، واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے۔ سفر میں اُنہیں اگلی سیٹ پر بٹھاتے بلکہ دروازہ بھی خود کھولتے۔ ہر عید پر بچوں میں عیدی تقسیم کرتے بلکہ اعلان کروادیتے کہ بچے اپنی عیدی لے کر جائیں۔ غریب بچوں کی پڑھائی کا بھی خیال رکھتے اور احمدی غیراحمدی کی تمیز نہ کرتے۔ اپنے ملازمین کے بچوں کی پڑھائی کا خصوصی خیال رکھتے اور اپنے خرچ پر اعلیٰ سکولز میں تعلیم دلواتے۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 نومبر 2008ء میں مکرم منصور احمد صاحب امیر جماعت ضلع حیدرآباد رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے 1962ء میں محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کو یہ ہونہار بیٹا عطا کیا جس نے جلد جلد علم و عمل کی منزلیں طے کیں۔ ان کے ڈاکٹر بننے پر آپ نے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں بطور خاص اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بیٹے کا عطا ہونا، ان کی زندگی میں ایم بی بی ایس کرنا اور خود ڈاکٹر صاحب کو جو عارضہ قلب میں مبتلا تھے زندگی کا عطا ہونا کہ وہ بیٹے کی خوشیاں دیکھ سکیں ایسے امور تھے جو اعجازی رنگ رکھتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے بہت نمایاں خوبیاں ودیعت کی تھیں۔ نماز باجماعت کا التزام بطور خاص کرتے تھے۔ نماز فجر بعض

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اکتوبر، نومبر 2008ء میں محترم عبدالمنان صدیقی شہید کے بارہ میں مکرم صادق باجوہ صاحب کی کہی ہوئی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اِس نظم سے انتخاب پیش ہے:

پھر فروزاں ہوا مشہد میں شہیدوں کا لہو
چار سو پھیل گئی باغِ جناں کی خوشبو
قتلِ محسن کا کیا جس نے مسیحائی کی
رات دن شفقت و الفت سے پذیرائی کی
کتنے مکروہ عزائم ہوئے شیطانی کے
چشمِ حیرت بھی اٹھی دیدۂ حیرانی سے
ننگِ انسان ہیں، وحشی ہیں، درندوں جیسے
رُخِ اسلام پہ دھبے ہیں یہ کیسے کیسے
ظلم بڑھ جائے تو ہوجاتی ہے اُلٹی تدبیر
ہاں! مکافاتِ عمل کی بھی یہی ہے تعبیر

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اکتوبر، نومبر 2008ء میں محترم عبدالمنان صدیقی شہید کے بارہ میں مکرم عبدالشکور صاحب کی کہی ہوئی یہ مختصر نظم شامل اشاعت ہے:

ترے خیال سے دل کو فگار کرتے ہیں
یقیں تو آتا نہیں اعتبار کرتے ہیں
یہ کوئی کہنہ شجر تو نہیں تھا کٹ جاتا
شگفتہ شاخ کو زیرِ بار کرتے ہیں
میانِ ہست و فنا کون سے مراحل ہیں
جو زیست ٹھہرے تو ان کا شمار کرتے ہیں
تمہاری یاد کی خوشبو ہے کُوبکو موجود
ابھی تو آئے گا، ٹُک، انتظار کرتے ہیں

اوقات دُور دراز جماعتوں میں جا کر ادا کرتے تھے اور رات گئے بھی گھر لوٹتے تو صبح فجر کی نماز پہ موجود ہوتے۔ سینکڑوں میل دور جا کر طبی کیمپ لگاتے اور اپنے ساتھ ڈاکٹرز اور عملہ کی خاصی تعداد لے جاتے تا زیادہ سے زیادہ مریض استفادہ کرسکیں۔ بعض اوقات عاجز کو بھی حیدر آباد سے ڈاکٹر یا عملہ بھجوانے کے لئے ارشاد فرماتے۔ خلافت سے عشق تھا خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوری اقدام فرماتے۔

ڈاکٹر صاحب محترم کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ فوراً معاملہ کی نوعیت سمجھ جاتے اور اس کے مطابق انتظامی اقدامات کرتے جس کے نتیجہ میں معاملات بروقت سلجھانے میں کامیاب ہوجاتے۔ طبیعت میں حوصلہ مندی اور دلیری کی صفات بہت نمایاں تھیں۔ جب کسی کام کو کرنے کا عزم کرتے تو ظاہری کوشش کے ساتھ ساتھ حضور پُرنور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتے۔

میری بیماری کے علاج کے سلسلہ میں مجھے اپنے پاس آنے کا کہا کرتے۔ میری والدہ مرحومہ میری بچپن کی بیماری کا تذکرہ فرمایا کرتی تھیں کہ اُن دنوں بچوں میں اس نوع کی بیماری تھی جس سے کئی بچے وفات پا چکے تھے۔ جب عاجز کو یہ بیماری لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ سندھ کا آغاز ہوا۔ حضور پُرنور کے معالج حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ اور حضرت ڈاکٹر احمد دین صاحب کے مشورہ سے علاج کا آغاز ہوا اور یہ ہدایت کی گئی کہ جس سٹیٹ میں حضور انور کا دورہ ہو میری والدہ مجھے لے کر ساتھ ساتھ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں اور ان معالجین کی شفقت سے مجھے شفا عطا فرمائی۔

محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب اور پھر ڈاکٹر عبدالمنان صاحب بھی دست مسیحائی رکھنے والے غلامان مسیح مخلوق خدا کے سچے ہمدرد تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کلینک کے اوقات اور طبی کیمپس میں تو مشورہ دیتے اور علاج کرتے ہی تھے لیکن آپ چلتے پھرتے مسیحا نفس وجود تھے۔ ٹیلیفون پر بھی نسخے اور مشورے جاری رہتے اور جماعتی دوروں میں بھی یہ سلسلہ ساتھ ساتھ رواں دواں رہتا۔

محترم ڈاکٹر صاحب میں مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ مرکز سے آئے ہوئے مہمانان گرامی واقفین زندگی کارکنان سلسلہ اور مقامی احباب کے ساتھ ایسے مواقع پیدا کرتے رہتے تھے کہ مل بیٹھنے کا کوئی سلسلہ ہوجائے۔ محبت کا عجب انداز تھا وہ دل کے معالج تو تھے ہی لیکن اصل مسیحائی تو وہ دل جیت کر کرتے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں بندگان خدا ایسے تھے جن کا نہ صرف علاج مفت ہوتا تھا بلکہ ادویات وغیرہ بھی ان کو مہیا کر دیتے تھے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود عاجزی انکساری بہت تھی۔

……❁……❁……❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 دسمبر 2008ء میں مکرم حافظ احمد خان جوئیہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جنوری 1997ء میں خاکسار کی تقرری بطور مربی میرپور خاص ہوئی تو امیر ضلع محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کو بہت تعاون کرنے والا اور شوق سے خدمت کرنے والا پایا۔ دعوت الی اللہ سے بہت لگاؤ تھا۔ عاجز کو آپ کے ساتھ ساڑھے سات سال کام کرنے کا موقع ملا۔ یہ عرصہ خاکسار کی زندگی کا یادگار دَور ہے۔

مرض کی تشخیص کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ مختلف بیماریوں میں مبتلا مریض آتے اور شفایاب ہوکر دعائیں دیتے ہوئے جاتے۔ مختلف سرکاری اور نجی ادارے میڈیکل رپورٹ کے لئے اپنے کارکنان کو آپ کی طرف ریفر کرتے اور آپ کی رپورٹ کو انتہائی اہمیت دیتے۔ آپ کو کسی احمدی کی تکلیف کا علم ہوتا تو اُسے دُور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ اگر کسی احمدی کا پتہ چلتا کہ وہ کسی تکلیف میں ہے تو فوراً اُسے بلا لیتے یا خود اس کے پاس چلے جاتے۔ وسعت حوصلہ آپ کے اندر کمال کا تھا اور بلند عزم و ہمت کے مالک تھے۔ اپنے خلاف بات سننے کا وسیع حوصلہ تھا۔ اگر کوئی مریض شکایت کرتا تو بڑے حوصلہ سے اس کی شکایت سنتے اور اس کا ازالہ کرتے۔ میں نے کئی ایسے مریضوں کو دیکھا جو کہ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کے وقت سے مستقل مفت علاج کروا رہے تھے۔ جس مریض نے بھی آکر یہ کہا کہ مجھے آپ کے والد صاحب مفت چیک کرتے تھے تو آپ نے اسے فری چیک کیا۔ کسی نے آکر کہا کہ مجھے تو آپ کے والد صاحب مفت ادویات دیا کرتے تھے تو آپ نے اس کو مفت ادویات دیں۔ کسی نے اگر یہ کہا کہ ہمیں تو ڈاکٹر صاحب کرایہ کے پیسے بھی دیتے تھے تو آپ نے اسے کرایہ کے پیسے بھی دے دیئے۔

آپ نے خدمت انسانیت کے دائرہ کو بہت ہی وسعت بخشی۔ میڈیکل کیمپ ہر ماہ لگاتے جس کے لئے ایک بہترین ٹیم تیار کرلی تھی۔ جس علاقہ میں میڈیکل کیمپ لگانا ہوتا تھا تو پہلے تو اس علاقہ کے بااثر زمیندار کے ساتھ رابطہ کرکے ان کا تعاون حاصل کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک جگہ میڈیکل کیمپ رکھا گیا تو کسی طرح ایک مخالف کو پتہ چل گیا اور اُس نے بہت شور ڈالا اور لوگوں کو کیمپ میں آنے سے روکا۔ لیکن وہاں کے بااثر زمیندار نے حالات کو خود کنٹرول کیا اور اللہ کے فضل سے یہ کیمپ بہت ہی کامیاب رہا اور لوگ بھی کثرت سے آئے۔ اس مخالف کے شور ڈالنے کا اثر یہ ہوا کہ اگلے دن اس علاقے کے دو نوجوان ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے اخلاق اور خدمت خلق کے جذبہ سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ہم نے مخالف سے سوال کیا کہ کبھی آپ نے بھی اس طرح کا خدمت انسانیت کا سوچا ہے؟ ڈاکٹر صاحب کا جو بھی مذہب ہے وہ خدمت انسانیت تو کر رہے ہیں۔ غریبوں کو فری دوائی دے کر گئے ہیں۔ تم نے کونسی خدمت کی ہے!۔ بعد میں اسی علاقہ میں محترم ڈاکٹر صاحب نے سندھی شعراء کا پروگرام رکھا جو کہ MTA کی ٹیم نے فلم بند کیا اور بعد میں MTA کی زینت بنا۔ اس پروگرام سے شعراء کے علاوہ پڑھے لکھے نوجوانوں کے ساتھ تعلقات اور رابطوں میں وسعت پیدا ہوئی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جو بھی ایک مرتبہ ملاقات کرلیتا اس کے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا ہو جاتی اور دوبارہ ملاقات کی خواہش کرتا بلکہ کوشش کرکے آتا اور ملاقات کرتا۔ ڈاکٹر صاحب دوسروں کی دعوتوں پر بھی محض دعوت الی اللہ کے لئے تعلقات کو وسیع کرنے کی خاطر ضرور جاتے۔

ایک مرتبہ آپ گاڑی پر اپنے ہسپتال جا رہے تھے تو سول ہسپتال میرپور کے قریب کچھ نومبائعین کو پریشانی کے عالم میں کھڑا دیکھا۔ گاڑی روک کر وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ بچے کو نمونیہ ہوگیا ہے، حالت بہت خراب ہے۔ آپ نے بچے کو اپنے ہسپتال میں داخل کرکے علاج کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا ہوگئی اور آپ نے اِس علاج کا کوئی پیسہ بھی نہیں لیا۔

آپ عملاً دو اضلاع کے امیر تھے اور ہر جماعت کے ساتھ ایک قریبی تعلق تھا۔ بلکہ ہر جماعت کے ہر ایک فرد کے ساتھ آپ کا ذاتی تعلق تھا۔ ہر احمدی کے لئے آپ کے گھر، دفتر اور ہسپتال کے دروازے ہر وقت کھلے ہوتے تھے۔ ہر ہفتے کسی نہ کسی جماعت کا دورہ رکھتے تھے اور اکثر نماز فجر اس جماعت میں جا کر ادا کرتے۔ نماز باجماعت اور دعوت الی اللہ کو ہمیشہ اوّلیت دیتے۔ آپ کی آمد کا سن کر بہت سے احمدی اور غیراحمدی بھی ملاقات کے لئے جمع ہو جاتے۔ آپ ہر ایک کو وقت دیتے۔ مریضوں کو بھی چیک کرتے اور نسخہ تجویز فرماتے اگر کوئی زیادہ بیمار ہوتا تو اس کو ہسپتال میں آنے کا مشورہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت میں غیر معمولی برکت رکھی ہوئی تھی۔ بعض اوقات ہم زیادہ لوگوں کو دیکھ کر گھبرا جاتے کہ ڈاکٹر صاحب نے واپس ہسپتال بھی پہنچنا ہے لیکن آپ بالکل نہ گھبراتے اور تمام مریضوں کو دیکھتے۔

آپ میں مہمان نوازی کا وصف بہت ہی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ میٹنگز میں بھی ضیافت کا اہتمام کرتے۔ اراکین عاملہ کو محبت کی لڑی میں پرویا ہوا تھا۔ آپ کے اندر کا حسن آپ کے ہر عمل سے عیاں ہوتا تھا۔ اکثر مقامات پر تبلیغ کے حوالہ سے آپ کو بطور مثال کے پیش کیا جاتا تھا۔ جماعتی وفود کے لئے اپنی گاڑی بھی پیش فرمادیتے اور سپیشل گاڑی کا انتظام بھی کروادیتے۔ تبلیغ کے لئے رابطے وسیع کرنے کا فن خوب آتا تھا۔ آپ کے والد کے سندھ کے اہم سیاسی راہنماؤں، وڈیروں اور بااثر زمینداروں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف ان تعلقات کو قائم رکھا بلکہ ان کو مزید وسیع کیا۔ عیدین کے موقعہ پر آپ ایک وفد مبارکباد دینے کے لئے تشکیل دیتے اور اہم افراد کی طرف بھجواتے۔ مکرم محمد خان جونیجو صاحب سابق وزیراعظم پاکستان کی فیملی کے ساتھ بھی آپ کا قریبی تعلق چلا آرہا تھا اور آپ اُن کے فیملی ڈاکٹر بھی تھے۔ ایک دن آپ جونیجو صاحب کی والدہ صاحبہ کا معائنہ کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے جہاں جونیجو صاحب کے بیٹے مکرم اسد جونیجو صاحب سابق MNA بھی موجود تھے۔ اُس وقت جونیجو صاحب کی والدہ صاحبہ نے محترم ڈاکٹر صاحب کا ہاتھ پکڑا اور پھر اپنے پوتے مکرم اسد جونیجو صاحب کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا کہ ''اسد! منان کو کبھی نہ چھوڑنا''۔

ایک دن خاکسار آپ کے ہسپتال گیا تو فرمانے لگے کہ ایک نوجوان مریضہ کی انتڑیوں سے بلیڈنگ رُک نہیں رہی۔ حیدر آباد ریفر کرنے پر خطرہ ہے شاید مریضہ وہاں نہ پہنچ سکے۔ اگر آپ کے علم میں حضور کا کوئی ہومیوپیتھی نسخہ ہے تو بتائیں۔ خاکسار نے ایک نسخہ بتایا جس کی صرف تین خوراکیں دس دس منٹ کے وقفہ سے دیں تو بلیڈنگ رک گئی۔ ڈاکٹر صاحب بہت خوش ہوئے اور حیران بھی۔ پھر آپ نے ہومیوپیتھی کا مطالعہ شروع کردیا اور اس میں باقاعدہ کورس کیا اور DHMS کی ڈگری حاصل کی۔

میرپور خاص سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک وسیع ہال اور خوبصورت گیسٹ ہاؤس اور مربی ہاؤس کی تعمیر بھی آپکا کارنامہ ہے۔ رمضان المبارک میں غربا کیلئے بہت سا راشن ذاتی طور پر پیک کرکے بھجواتے۔ ہر پیکٹ کا وزن پندرہ بیس کلو ہوتا جس میں چینی، تیل، چاول، چائے، سویاں، آٹا، دالیں اور صابن وغیرہ بھی ہوتا۔

……❁……❁……❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 /اکتوبر 2010ء میں مکرم محمود احمد کاؤاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات پر مَیں نے غم سے نڈھال ایک غیراز جماعت کے منہ سے یہ بات بار بار سنی کہ میری ماں کو کوئی ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں نہ بتائے ورنہ وہ مرجائے گی۔

چند روز بعد وہ شخص مجھے کسی جگہ ملا تو میرے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ میری والدہ کو ایک رات ہارٹ اٹیک ہوا تو مَیں اُسے لے کر سول ہسپتال پہنچا۔ رات بارہ بجے ڈاکٹروں نے مجھے کہا کہ مریضہ کی حالت خطرے سے باہر ہے لیکن اگر ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی سے بھی مشورہ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔ میں اس بات پر پریشان تھا کہ ڈاکٹر صاحب سے میری کوئی واقفیت نہیں ہے اور پھر یہ کہ رات بھی آدھی سے زیادہ بیت گئی ہے۔ تاہم ماں کی محبت کی وجہ سے مَیں آپ کے گھر پہنچا تو چوکیدار نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سو چکے ہوں گے۔ مَیں نے صورتحال بتائی تو وہ کہنے لگا کہ اگر سوئے نہ ہوئے تو پھر اُنہیں بتادوں گا۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب جاگ رہے تھے۔ انہوں نے اُسی وقت مجھے بلالیا اور مسکراتے چہرہ سے ساری بات پوچھی۔ پھر ساری رپورٹس دیکھیں، نسخہ دیکھا اور ایک دوا تبدیل کرکے کہا کہ مَیں صبح اپنے ہسپتال جاتے ہوئے راستہ میں تمہاری والدہ کو دیکھتا جاؤں گا۔ لیکن جب مَیں بازار سے دوا خرید کر واپس ہسپتال پہنچا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب میری والدہ کے سرہانہ کھڑے تسلّی دے رہے ہیں۔ آپ کہنے لگے کہ نسخہ تو تجویز کردیا تھا لیکن مریضہ کو دیکھا نہیں تھا۔ اس لئے آگیا ہوں ورنہ مجھے رات بھر نیند نہ آتی۔ آپ خود اپنی کار ڈرائیو کرکے آئے تھے اور مجھ سے بھی کوئی فیس نہیں لی۔ پھر اگلی صبح بھی آئے تو میری والدہ نے کہا کہ مَیں تو ڈاکٹر صاحب کی باتوں سے ہی ٹھیک ہوگئی ہوں اور آئندہ صرف انہی سے علاج کرواؤں گی۔ اسی لئے مجھے خوف ہے کہ جب میری ماں کو محترم ڈاکٹر صاحب کی شہادت کا پتہ چلے گا تو وہ تو یہ سن کر ہی مرجائے گی۔

……❁……❁……❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 ستمبر 2008ء میں مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت سے متعلق شائع ہوئی ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

تو جانثار دیں ، تو مسیحا کا اک غلام
منان مرحبا تجھے ، تجھ پر بہت سلام
تو خوش نصیب ہے بہت، تیرا ہے یہ مقام
تیرے لئے تڑپ اٹھا ، پیارا میرا امام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

11th February 2011 – 17th February 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 11th February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd April 1996.
02:25 Historic Facts
02:55 MTA World News & Khabranama
03:30 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th March 1995.
04:35 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 16th August 2009.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
06:55 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Siraiki Muzakarah
09:20 Rah-e-Huda
10:50 Indonesian Service
11:45 Tilawat
12:00 Zinda Log
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50 Friday Sermon [R]
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:15 Rah-e-Huda [R]

Saturday 12th February 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:25 Tilawat
00:30 International Jama'at News
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1996.
02:05 MTA World News & Khabarnama
02:35 Friday Sermon: rec. on 11th February 2011.
03:45 Zinda Log
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:00 Zinda Log
07:20 Jalsa Salana Qadian: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 28th December 2009.
08:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 24th May 1997. Part 2.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Yassarnal Qur'an
11:10 Indonesian Service
12:15 Tilawat
12:25 Zinda Log
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 13th February 2011

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:35 Tilawat
01:45 Dars-e-Hadith
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th April 1996.
03:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:25 Friday Sermon: rec. on 11th February 2011.
04:35 Zinda Log
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Hadith
06:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30 Zinda Log
07:55 Faith Matters
09:00 Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 7th February 2010.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service
12:05 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:40 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05 Bengali Service
14:05 Friday Sermon [R]
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Attractions of Canada
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Ashab-e-Ahmad

Monday 14th February 2011

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 International Jama'at News
01:50 Zinda Log
02:10 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th April 1996.
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:50 Friday Sermon: rec. on 11th February 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:15 Adaab-e-Zindagi
07:55 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 3rd December 2010.
11:05 Jalsa Salana Speeches: delivered by Tanveer Ahmad Khadim, on Ahmadiyyat; the true Islam, during Jalsa Salana Qadian 2006.
11:55 Tilawat
12:05 International Jama'at News
12:35 Zinda Log
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. on 13th May 2005.
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th April 1996.
20:45 International Jama'at News
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Tuesday 15th February 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Insight & Science and Medicine Review
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th April 1996.
02:20 Adaab-e-Zindagi
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1999.
04:55 Jalsa Salana Spain: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 3rd April 2010.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Slough Peace Conference
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:05 Question and Answer Session: recorded on 14th January 1996. Part 2.
10:10 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 2nd April 2010.
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log
12:55 Science and Medicine Review & Insight
13:30 Bangla Shomprochar
14:30 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 26th October 2008.
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 11th February 2011.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 Majlis Ansarullah Belgium Ijtema [R]
23:00 Real Talk

Wednesday 16th February 2011

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:15 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th April 1996.
02:15 Learning Arabic
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:00 Question and Answer Session: recorded on 14th January 1996. Part 2.
05:15 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 26th October 2008.
06:00 Tilawat
06:20 Seerat-un-Nabi (saw)
06:55 Dua-e-Mustaja'ab
07:30 Yassarnal Qur'an
07:55 Zinda Log
08:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:30 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 1.
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:45 Tilawat
12:55 Zinda Log
13:25 Friday Sermon: rec. on 20th May 2005.
13:45 Bangla Shomprochar
15:50 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50 Fiqah Masail
17:25 Faith Matters
18:30 MTA World News
18:50 Yassarnal Qur'an [R]
19:15 Arabic Service
20:20 Real Talk
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:25 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 26th June 2010, from the ladies Jalsa Gah.
23:30 Friday Sermon [R]

Thursday 17th February 2011

00:40 MTA World News & Khabarnama
01:15 Tilawat
01:30 Seerat-un-Nabi (saw)
01:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th March 1996.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:55 Friday Sermon: rec. on 21st May 2005.
04:00 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 26th June 2010, from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:50 Khuch Yaadain Kuch Baatain
07:35 Yassarnal Qur'an
08:10 Faith Matters: an English question and answer programme.
09:15 Aaina
10:05 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:15 Zinda Log
12:55 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 11th February 2011.
14:00 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th March 1995.
15:10 Khuch Yaadain Kuch Baatain [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
19:30 Faith Matters [R]
20:30 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 27th June 2010.
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:05 Khuch Yaadain Kuch Baatain [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 04 February , 2011 | Issue No. 05

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے

مظالم کی ایک جھلک

(رپورٹ ماہ دسمبر 2010ء)

پاکستان میں معصوم احمدیوں کو محض مذہبی منافرت کی بنا پر جس طرح مختلف قسم کی اذیتیں دی جاتی ہیں اور طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ نے ایک موقع پر یہ فرمایا تھا ''حقیقت یہ ہے کہ ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے''۔

ذیل میں پریس ڈیسک کی طرف سے موصول ہونے والی ماہ دسمبر 2010ء کی رپورٹ میں سے بعض واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔ انگریزی رپورٹ کا اردو ترجمہ مکرم طارق احمد حیات صاحب نے کیا ہے جس کے لئے ادارہ ان کا ممنون ہے۔ جزاه الله احسن الجزاء۔

یہ واقعات ان مظالم کی صرف ایک جھلک ہے اور ان سختیوں اور مشکلات کا ایک نمونہ ہے جن کا پاکستان کے احمدیوں کو سامنا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ہمیں امید ہے کہ احباب ان دعاؤں میں مصروف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو جلد اپنی گرفت میں لے کر انہیں عبرت کا نشان بنا دے اور احمدی مظلوموں پر اپنا رحم فرمائے۔ انہیں ثبات قدم بخشے اور ہر قسم کی مشکلات سے نجات عطا فرمائے۔ (مدیر)

مردان میں ایک اور احمدی کو شہید کر دیا گیا

مردان، خیبر پختونخواہ: 23 دسمبر 2010ء کی شام مکرم شیخ عمر جاوید صاحب، پونے سات بجے اپنے کام کے بعد گھر واپس آ رہے تھے کہ موٹر سائیکل سوار حملہ آوروں نے ان کی کار پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھے شیخ عمر جاوید صاحب بعمر 26 سال راہ مولا میں قربان ہوگئے۔ جبکہ ان کے والد مکرم شیخ جاوید احمد صاحب اور ان کے کزن جو گاڑی چلا رہے تھے، زخمی ہوگئے۔ کار پر تقریباً 18 گولیوں کے نشان تھے۔ حملہ آور موقع سے باآسانی فرار ہوگئے۔

مکرم شیخ صاحب کا گھر مردان کی اس احمدیہ مسجد کے ساتھ ہے جس پر گزشتہ ماہ رمضان میں خودکش حملہ کیا گیا تھا اور ان کے کزن مکرم شیخ عامر رضا صاحب نے اس حملہ میں جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ جبکہ گزشتہ ماہ نومبر 2010ء کی 8 تاریخ کو جماعت کے شدت پسند مخالفین نے شہید مرحوم کے چچا مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو بھی حملہ کر کے شہید کر دیا تھا۔ شہید مرحوم کا خاندان احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے ہاتھوں ہر طرح کی تکالیف برداشت کرتا آیا ہے۔ اس خاندان نے مذہبی منافرت کی بنا پر قائم کئے جانے والے 20 مقدمات جھیلے، قید و بند کی صعوبتیں دیکھیں اور اس گھرانے کے مردوں کو تاوان کے لئے اغوا بھی کیا گیا۔ شہید مرحوم کے سسر مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو 1974ء میں حکام نے محض احمدی ہونے کی وجہ سے ضلع بدر کر دیا تھا۔ پھر مکرم شیخ عمر جاوید صاحب کی شادی کے دن، ان کے کاروبار کی جگہ پر بم دھماکہ کیا گیا جس سے اس خاندان کو شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

شہید مرحوم کاروبار میں اپنے والد کا ہاتھ بٹاتے تھے اور جماعتی کاموں میں بھی پیش پیش تھے۔ ان کا تعارف ایک نفیس، محبت کرنے والے اور مہربان نوجوان کے طور پر تھا۔ شہید مرحوم کی گزشتہ برس شادی ہوئی تھی اور ان کی اہلیہ امید سے ہیں۔

یوں مکرم شیخ عمر جاوید صاحب سال 2010ء کے دوران محض احمدیت کی وجہ سے شہید کئے جانے والے 99 ویں خوش نصیب احمدی بن گئے۔

لاہور میں ایک احمدی پر حملہ

ماڈل ٹاؤن: مورخہ 24 نومبر کی شام ایک احمدی مکرم مسعود احمد ملک صاحب پر دو موٹر سائیکل سواروں نے ''مرزائی کتا'' کی گالی دیتے ہوئے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ زخمی ہوگئے۔

مکرم مسعود احمد ملک صاحب لاہور میں فیصل بنک کی ماڈل ٹاؤن برانچ کے مینیجر ہیں۔ تفصیلات کے مطابق مذکورہ بالا تاریخ کو مکرم ملک صاحب شام کے وقت اپنا کام مکمل کر کے گھر کے لئے نکلے۔ جب انہوں نے ایک سپیڈ بریکر پر اپنی گاڑی کی رفتار آہستہ کی تو موٹر سائیکل سوار حملہ آور نمودار ہوئے اور ان پر فائر کھول دیا۔ ایک گولی ڈرائیور کی سائیڈ والے شیشے کو لگی اور شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ وہ شیشے کے ٹکڑے مکرم مسعود احمد ملک صاحب کے ہاتھ پر لگے اور ان کو گہرا زخم آیا۔ زخمی ہونے پر مکرم ملک صاحب اپنی گاڑی سے باہر نکل آئے جس پر حملہ آور یہ سمجھے کہ وہ ان پر جوابی حملہ کرنے لگے ہیں۔ اس پر انہوں نے ملک صاحب پر ایک اور فائر کیا اور فرار ہوگئے مگر خوش نصیبی سے یہ گولی بھی پاس سے گزر گئی۔ حملہ آوروں کے فرار ہونے کے بعد ملک مسعود صاحب اپنے ایک دوست کے گھر گئے جو فوراً انہیں ہسپتال لے گیا۔ وہاں ان کے زخم پر آٹھ ٹانکے لگائے گئے۔ ہسپتال پہنچنے تک مسلسل خون بہتا رہا جس سے ملک صاحب کے کپڑے اور گاڑی کی سیٹ تر بتر ہوگئی۔ خوش قسمتی سے اس حملہ میں مکرم ملک مسعود احمد صاحب کی جان محفوظ رہی۔ بعد میں پولیس کو واقعہ کی اطلاع کر دی گئی۔

تلے والی گوجرانوالہ میں احمدی پر قاتلانہ حملہ

تلے والی، ضلع گوجرانوالہ: مورخہ 30 نومبر 2010ء کو ایک احمدی مکرم رفیع احمد بٹ صاحب موٹر سائیکل سوار حملہ آوروں کی فائرنگ کے نتیجہ میں شدید زخمی ہوگئے۔ ہسپتال میں ان کے دو آپریشن ہو چکے ہیں اور ان کے بازو سے چار گولیاں نکالی جا چکی ہیں۔ مکرم رفیع احمد صاحب اب روبصحت ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے اس تمام علاقہ میں احمدیت مخالف سرگرمیاں بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ تشدد پر اکسانے والا، نفرت سے بھرپور تحریری مواد عوام میں تقسیم کیا جا رہا ہے اور احمدیوں کو مسلسل دھمکیاں مل رہی ہیں۔

شریر ذہنوں کی پیدا کردہ ایک عجیب مشکل

لاہور: ان تمام احمدی طالب علموں کے لئے جو امسال میٹرک کا اہم اور بنیادی امتحان دینے کا ارادہ رکھتے ہیں، ایک نہایت مشکل صورت حال درپیش ہے۔ پنجاب کے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے ایک تازہ فیصلہ سے ثابت کر دیا ہے کہ کس طرح حکومت کے ادارے احمدیوں کے خلاف امتیازی اور ظالمانہ سلوک میں حصہ دار ہیں۔

7 دسمبر 2010ء کے اخبار روزنامہ ''نوائے وقت'' میں درج ذیل خبر شائع ہوئی۔

''چناب نگر (نمائندہ) نویں اور دسویں کے سالانہ امتحان کے لئے داخلہ فارم پر حکومت پنجاب کے محکمہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے مذہب کے لئے صرف دو خانے رکھے ہیں (1) مسلم (2) غیر مسلم۔ اب کوئی بھی امیدوار طالب علم اس خانہ میں ان دو مذکورہ بالا کو چھوڑ کر ''احمدی'' نہیں لکھ سکتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر داخلہ کا درخواست فارم ہی رد ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ کے امور تعلیم کے نگران سید طاہر احمد شاہ نے اس تازہ کاروائی کی مذمت کرتے ہوئے اس پر احتجاج کیا ہے اور احمدی طالب علموں کے والدین کی اس بابت رہنمائی کی جا رہی ہے۔''

اب اگر اس ساری سازش کو آسان الفاظ میں بیان کیا جائے تو کھیل یہ کھیلا گیا ہے کہ اولاً: احمدی طالب علم مذہب کے خانے میں خود کو ''غیر مسلم'' نہیں لکھ سکتے کیونکہ یہ بیان ان کے ایمان کے ہی خلاف ہے۔ دوم: وہ خود کو ''مسلم'' بھی نہیں لکھ سکتے کیونکہ ایسا کرنے پر انہیں تین سال کی قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔ سوم: وہ خود کو احمدی بھی نہیں لکھ سکتے ہیں کیونکہ داخلہ کے درخواست فارم پر ایسا لکھنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ ایک تازہ مثال ہے کہ کس طرح حکومت کے ادارے مسلسل احمدیہ جماعت کے خلاف امتیازی سلوک روا رکھنے اور ان کو ہراساں کرنے میں مصروف ہیں۔ نیز یہ اس آئے روز دہرائے جانے والے حکومتی اعلان کا بھی کھلم کھلا انکار ہے کہ پاکستان میں تمام شہریوں کو مساوی حقوق میسر ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ حکومت بجائے پہلے مسائل کو سلجھانے کے، احمدیوں کی زندگیاں مزید تلخ بنانے کے لئے نت نئے حربے اختیار کر رہی ہے۔

فسادیوں کے درمیان مشکل ہوئی زندگی

تہال، ضلع گجرات: اس گاؤں میں ایک عرصہ سے خاصی بڑی احمدیہ جماعت قائم ہے۔ اور ان احمدیوں کو اکثر مخالفت اور دشمنی کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی کبھی تو صورتحال خاصی تشویش ناک ہو جاتی رہی، جیسے 1974ء میں مخالفین نے کئی احمدیوں کے رہائشی مکانوں کو ہی نذر آتش کر دیا تھا۔ اور کبھی کبھی نسبتاً امن و سکون کا ماحول قائم رہتا ہے۔ مگر اب گزشتہ چند ماہ سے صورتحال خاصی تشویش ناک ہے جس پر مجبوراً احمدیوں کو پولیس کو اطلاع کر کے مدد حاصل کرنی پڑی۔

مثلاً بالکل حال ہی میں، مخالفین کی طرف سے احمدیوں کے گھروں کے باہر نفرت انگیز سٹیکر چسپاں کروائے گئے اور اسی رات انہی مخالفین نے ایک احمدی عہدیدار کے گھر کے باہر بڑے سائز میں لکھوا دیا کہ ''منکر ختم نبوت واجب القتل ہے''۔ پھر چند روز قبل ایک احمدی مکرم صوبیدار بشیر احمدی صاحب کو نامعلوم افراد کی طرف سے دھمکی آمیز خط بھیجا گیا۔ پھر ماہ دسمبر کے وسط میں چند نامعلوم افراد روزانہ رات کے وقت ایک احمدی مکرم جمیل احمد صاحب کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور پوچھنے پر کوئی بھی جواب نہ دیتے۔ مقامی لوگوں کے پاس ایسے شواہد موجود ہیں کہ ایسا کرنے والوں کو گاؤں کے مولوی کی پشت پناہی حاصل ہے۔

تہال کی اس احمدیہ جماعت کے صدر صاحب خاص طور پر اِن بدمعاشوں کے نشانے پر ہیں۔ مثلاً لاہور میں احمدیہ مساجد پر خونی حملہ کے فوراً بعد انہیں پیغام بھیجا گیا کہ ''مرزائیوں کا جو یار ہے وہ اسلام کا غدار ہے''۔ پھر تین دن بعد صدر صاحب کے گھر میں ایک کاغذ پھینکا گیا جس پر لکھا تھا کہ ''قادیانی مرتد ہیں، قادیانی کتے ہیں، ان کے ساتھ کھانا پینا اور ملنا جلنا منع ہے''۔

پھر عیدالفطر کے بعد ان صدر صاحب کو خط لکھا گیا کہ ''ہم جانتے ہیں کہ تم سے پہلے تمہارا باپ اس جماعت کا صدر تھا اور اب تم ہو۔ ہم تمہیں مہلت دیتے ہیں۔ سوچ سمجھ لو اور دوبارہ اسلام قبول کرلو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے گھر اور کاروبار کی بھی فکر کرلو''۔ چند دن قبل انہیں پیغام ملا کہ ''احمدیت چھوڑ کر اسلام قبول کرلو، بصورت دیگر ہم تمہارے گھر کو آگ لگا دیں گے اور تمہاری بیوی اور بچوں کو قتل کر دیں گے''۔ 21 اور 22 دسمبر کی درمیانی رات ان کے گھر کے باہر فائرنگ کی گئی۔ صدر صاحب نے پولیس کو تمام دھمکی آمیز خطوط دیئے اور سب واقعات بتا کر مدد کی درخواست کی۔ مسلسل قتل کی دھمکیاں ملنے کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب صدر جماعت تہال نے کسی بھی ممکنہ حملہ سے بچنے کے لئے اپنے بچوں سمیت رات کو گھر کی نچلی منزل میں سونا شروع کر دیا جو باقی گھر کی نسبت محفوظ جگہ تھی۔ مکرم مبشر احمد صاحب نے مورخہ 23 دسمبر کی رات تین بجے اوپری منزل پر کچھ آہٹ محسوس کی۔ تھوڑی ہی دیر بعد فائرنگ شروع ہوگئی۔ انھوں نے کل پانچ گولیاں چلنے کی آواز سنی۔ مکرم صدر صاحب نے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے حملہ آوروں کا پیچھا نہ کیا۔ مگر صبح اٹھ کر جب وہ اوپری منزل پر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ دو گولیاں ان کے سونے کے کمرے کے دروازے میں سوراخ بنا کر، ایک گولی ان کے بستر کے سرہانے کو چیر کر گزری ہے جبکہ دوسری گولی کمرے کی دیوار میں جا لگی ہے۔ اسی طرح دوسرے سونے کے کمرے پر چلائی جانے والی گولیاں اندر پڑے بستر کے سائیڈ ٹیبل میں پیوست ہیں۔ اس پر مکرم مبشر احمد صاحب نے پولیس کو اطلاع کی۔ پولیس نے حملہ کی جگہ کا معائنہ کر کے شواہد تو جمع کر لئے مگر مقدمہ درج کرنے پر تیار نہیں۔ اور مشورہ دیا ہے کہ اپنی جماعت کے امیر ضلع کے ساتھ جا کر ضلعی پولیس چیف سے بات کرلو۔ وہی کچھ مدد کر سکتا ہے، مقامی پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔

پولیس کی جو بھی مجبوریاں ہوں، احمدی تو خوف کے سائے میں جینے پر مجبور ہیں!!! (باقی آئندہ)